امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ الحاج ہمایوں اختر مرحوم
■ احکام الاغذیہ والادویہ
■ خلیفہ مامون الرشید......
■ وقت کی قدر کیجئے
■ زندگی صرف زندہ رہنے کا نام نہیں
■ اسلامی بینکنگ؛ مختصر تعارف
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 61/71 — مورخہ ۱۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۴؍ جنوری ۲۰۲۱ء روز سوموار — شمارہ نمبر 01

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مدارس بند مت کرنا

ایک زمانہ تھا جب مرکزی حکومت مرکزی مدرسہ بورڈ بنانے کے لیے مصر تھی، اور اس نے پورے ہندوستان سے ایک ہزار سے زائد علماء کی میٹنگ بلائی تھی، اس وقت حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دوسری ملی تنظیموں کی مخالفت کی وجہ سے یہ تجویز روبہ عمل نہیں لائی جاسکی، علماء اس قسم کے بورڈ کے مضر اثرات کو دیکھ چکے تھے، اور ان کی نظر میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اصول ہشت گانہ تھے، جس میں مدارس کو سرکاری نظام سے جوڑنے سے منع کیا گیا ہے۔
مرکزی مدرسہ بورڈ نہ بن سکا، لیکن ملک کی مختلف ریاستوں میں الگ الگ مدرسہ بورڈ پہلے سے قائم اور ان سے ملحق مدارس کا تعلیمی نظام ونصاب مدرسہ بورڈ کے ماتحت ہے، ان مدارس کے تعلیمی معیار سے مطمئن نہ ہونے اور نصاب تعلیم میں غیر معمولی سرکاری دخل اندازی کے باوجود یہ مدارس اپنا کام کرتے رہے اور بعض صوبوں میں حکومت بھی ان کی کارکردگی کو ماڈل کے طور پر پیش کرتی رہی ہے، بہار اڈیشہ، جھارکھنڈ، آسام، اتر پردیش، مدھیہ پردیش وغیرہ میں مدرسہ بورڈ کے ماتحت یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، پہلے مدارس کے اساتذہ کو سرکاری امداد دی جاتی تھی، جو انتہائی قلیل تھی اور سال سال بھر کے بعد مدارس میں پہونچتی تھی، دھیرے دھیرے اس میں اصلاح ہوئی اور مدارس کے اساتذہ کی تنخواہ میں غیر معمولی اضافہ ہوا، گو اب بھی اس کا معیار اسی درجہ کے سرکاری کارکنان سے کم اور وہ بہت ساری ان سرکاری مراعات سے بھی محروم ہیں، جو سرکاری کارندوں کو برسوں پہلے سے دی جارہی ہے۔
بی جے پی دور حکومت میں یہ مدارس خواہ آزادنہ کام کررہے ہوں، یا بورڈ کے ماتحت ہوں بی جے پی اور اس کی پشت پناہ آر ایس ایس کو بُری طرح کھٹکنے لگی، سب سے پہلے اتر پردیش میں یوگی حکومت نے ان مدارس پر طرح طرح کی پابندیاں لگائیں، نصاب تعلیم میں ترمیم کرکے مدارس کی تعلیم کے اصل موضوعات کو کم کیا، جس سے مدارس کے نظام تعلیم پر بُرا اثر پڑا، اور وہ دینی سے زیادہ عصری تعلیم کے مراکز ہو گیے اور ان میں دھیرے دھیرے وہ تمام بے راہ روی راہ پانے لگی جو سرکاری اداروں کی اِن دنوں شناخت بن چکی ہیں، اس کے باوجود یوپی حکومت نے ان مدارس کو بند کرنے کا دم خم نہیں دیکھایا، یہ مدارس آج بھی چل رہے ہیں، لاک ڈاؤن میں جس طرح سب جگہ تعلیم وتدریس بند ہے، یہاں بھی بند ہیں، لیکن ان کا وجود قائم ہے، اور لاک ڈاؤن کے بعد یہ پھر سے کام کرنے لگیں گے۔
آسام میں بھی بی جے پی کی حکومت ہے اور امسال وہاں انتخاب ہونے ہیں، بی جے پی حکومت ہندوتوا رائے دہندگان کو متحد کرنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف مسلسل کام کررہی ہے، سی اے اے، این آر سی کے ذریعہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کے بعد سرکاری گرانٹ سے چلنے والے مدارس کو عام اسکولوں میں تبدیل کرنے کا اس نے فیصلہ کیا ہے، اس فیصلے میں سنسکرت پاٹھ شالے بھی شامل ہیں، آسام کے وزیر تعلیم ہیمانتا بسوا شرما نے اسمبلی میں یہ بل پیش کردیا ہے، اس بل کے ذریعہ آسام میں مدرسہ اور سنسکرت اسکولوں کو ہمیشہ کے لیے عام اسکولوں میں تبدیل کرنے اور آسام میں کبھی بھی مدرسہ یا سنسکرت اسکول نہ کھولنے کا قانون پاس کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔
آسام میں سرکاری مدارس کی تعداد ۶۱۴ ہے، آزاد مدارس کی تعداد ۹۰۰ سے زائد ہے، ایک سو سنسکرت سرکاری اسکول اور ۵۰۰؍ نجی اداروں کے ذریعہ چلائے جانے والے سنسکرت اسکول ہیں، اس بل میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ مدارس کے عملے نہیں بدلے جائیں گے، صرف نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کو عصری اسکول کے مطابق کیا جائے گا اور وہ آسام کے تعلیمی منصوبے کے ایک حصے کے طور پر کام کریں گے، اگر یہ بل آسام میں پاس ہوجاتا ہے، تو مختلف ریاستوں میں جہاں بی جے پی کی حکومت قائم ہے وہاں بھی سرکاری گرانٹ سے چلنے والے مدارس کو بند کرنے کی مہم چلنے لگے گی اور اسے نظیر کے طور پر پیش کیا جائے گا، یقیناً مسلمانوں کے پاس آج بھی ایسے وسائل اور مادی قوت موجود ہے کہ وہ اپنے تعلیمی نظام کو سرکاری امداد کے بغیر بھی چلا سکتے ہیں، آج ملک کے بیشتر حصوں میں پھیلے ہوئے مدارس اس کی دلیل اور ثبوت کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔
مسئلہ صرف یہ ہے کہ مدارس کا شمار اقلیتی تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے، جسے دستور میں دیے گیے بنیادی حقوق کے تحت قائم کیا گیا ہے، اس کی اپنی کمیٹی ہوتی ہے جو اس کو صالح بنیادوں پر قائم رکھنے اور اس کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل رہتی ہے، ظاہر ہے جب یہ مدارس سرکاری اسکول میں بدل جائیں گے تو اس کا اقلیتی کردار ختم ہوجائیگا، حالاں کہ یہ کردار دستوری ہے اور قانون میں اس کے تحفظ کے دفعات موجود ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍ پر)

این ڈی اے میں اٹھا پٹک

این ڈی اے میں سب کچھ ٹھیک نہیں چل رہا ہے، کابینہ میں توسیع کا معاملہ اب تک اٹکا ہوا ہے، دونوں نائب وزراء اعلیٰ کے دہلی جاکر بی جے پی اعلیٰ کمان سے گفت وشنید کے باوجود کوئی حل نہیں نکل سکا، بی جے پی اپنی تعداد کے اعتبار سے وزارت میں نمائندگی چاہ رہی ہے اور جدیو کے لیے یہ قابل قبول اس لیے نہیں ہے کہ پہلے سے ہی دباؤ کے شکار وزیر اعلیٰ کی حیثیت کٹھ پتلی کی ہوکر رہ جائے گی، نتیش کمار اس حد تک جانے سے پہلے اپنے عہدہ کو چھوڑنا زیادہ بہتر سمجھیں گے، اس کام کے لیے انہوں نے پارٹی کی عاملہ میٹنگ میں لیڈروں کے ساتھ لمبی گفتگو کی ہے، مسلسل تین روز وہ پارٹی دفتر آتے رہے اور اچھا خاصہ وقت غور وفکر میں گذارا، اس غور وفکر کے نتیجے میں سب سے پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ پارٹی کے قومی صدر کے عہدہ کو خیرباد کہہ کر اپنے انتہائی معتمد، تجربہ کار اور پارٹی میں مضبوط پکڑ رکھنے والے سابق آئی اے اس افسر رام چندر پرساد سنگھ (آر سی پی سنگھ) کو قومی صدر بنادیا، گذشتہ بائیس سالوں سے وہ نتیش کمار کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے رہے ہیں، بہار کی سیاست میں قدم جمانے کے لیے انہوں نے رضا کارانہ طور پر سبکدوشی (VRS) لے لیا تھا، ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۶ء میں وہ راجیہ سبھا کے ممبر بنے، ان کا شمار جدیو کے نظریہ ساز لیڈروں میں ہوتا ہے اور ہر قسم کے فیصلے میں ان کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے۔
پارٹی صدر کی کرسی چھوڑنے کا فیصلہ نتیش کمار کا چونکا دینے والا تھا، انہوں نے پریس کو یہی بتایا ہے کہ وہ دو بڑے عہدوں کے ساتھ انصاف نہیں کرپارہے تھے اور وقت کی کمی محسوس ہوتی تھی، مستقل صدر ہونے کے بعد مختلف ریاستوں میں پارٹی کا تنظیمی ڈھانچہ مضبوط ہوگا اور اروناچل پردیش جیسے واقعہ کو روکا جاسکے گا، جیسا کہ معلوم ہے اروناچل پردیش میں بی جے پی نے جدیو کے سات میں سے چھ اسمبلی ممبران کو توڑ کر اپنی پارٹی میں شامل کرلیا تھا، جو انتہائی غیر اخلاقی قدم تھا، اسی لیے جدیو نے بار بار اس بات کو دہرایا کہ بی جے پی نے گٹھ بندھن کے لیے اٹل دھرم نہیں نبھایا، اشارہ اٹل بہاری باجپئی کے اتحادیوں کے ساتھ سلوک کی طرف تھا۔
اروناچل پردیش کے شرمناک واقعہ کے بعد بہار کی مختلف سیاسی پارٹیوں نے نتیش کمار پر ڈورے ڈالنا شروع کردیا ہے، ایک تجویز آر جے ڈی کے سینئر لیڈر اودے نرائن چودھری کی طرف سے آئی ہے کہ وہ راجد کو سپورٹ کردیں، تیجسوی کو وزیر اعلیٰ بنادیں اور ۲۰۲۴ء میں اتحاد انہیں پی ام کا چہرہ بنا کر انتخاب میں حصہ لے گی، یہ تجویز نتیش کمار کے لیے اس لیے قابل قبول نہیں ہے کہ ۲۰۲۴ء تک کیا ہوگا کس نے دیکھا ہے۔
بی جے پی بھی اپنے اس مہرے سے آسانی سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہے، جس کو بڑی منت وسماجت سے اس نے وزیر اعلیٰ کی کرسی پر بٹھایا ہے، نتیش کمار بقول ان کے ایک پائی بھی وزیر اعلیٰ بننے کے حق میں نہیں تھے، ان کے اس بیان کی تائید سوشیل کمار مودی بھی کررہے ہیں، جس سے اس کی حقیقت معلوم ہوتی ہے، نتیش کمار چاہتے تھے کہ ان ڈی اے وزیر اعلیٰ کے لیے دوسرے کسی شخص کو چن لے، مگر بی جے پی کوئی رِسک لینا نہیں چاہتی تھی، اس نے اپنی ضد کا نتیجہ مہاراشٹر میں دیکھا تھا، جس کے نتیجے میں بی جے پی حکومت سے وہاں باہر ہو گئی اور مہان اگاری کی سرکار ادھوٹھاکرے کی قیادت میں کئی مہینے سے وہاں بہتر انداز میں چل رہی ہے، اور شرد پوار کی حکمت عملی سے حکومت گرانے کے سارے حربے بی جے پی کے ناکام ہوتے جارہے ہیں۔
موجودہ حالات میں ایک رائے سیاسی نجومیوں کی یہ ہے کہ نتیش اگر کرسی چھوڑتے ہیں تو آر سی پی سنگھ اس کرسی کو سنبھال سکتے ہیں، وہ آئی اے ایس افسر رہ چکے ہیں، انتظامی صلاحیت مضبوط ہے اور آپسی تال میل بنانے میں بھی ان کی مہارت مسلم ہے، وہ خیالات کے اعتبار سے بی جے پی کے زیادہ قریب ہیں، اور بی جے پی کے لیے ان کے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلانا نتیش کمار کے مقابل زیادہ آسان ہوگا، اس صورت میں نتیش کمار کو دہلی کا سفر کرایا جاسکتا ہے، اور سوشیل کمار مودی کی طرح مرکز میں ان کی پذیرائی ہوسکتی ہے، بلکہ وزارت میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے، متبادل نائب صدر اور گورنر کے عہدے کے طور پر بھی موجود ہے، یہ متبادل نتیش کمار کے لئے بھی قبول کرنا آسان ہوگا؛ کیوں کہ وہ اس انتخاب کو اپنا آخری انتخاب کہہ چکے ہیں اور انہیں لوگوں کو سمجھانا آسان ہوگا کہ میں نے جو کہا کردیا، ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ نتیش کمار استعفیٰ دے کر راجد کے اتحادی کے طور پر سامنے آئیں، تیجسوی وزیر اعلیٰ اور آر سی پی سنگھ نائب وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے اقتدار سنبھالیں، اس طرح بہار کو بی جے پی کی حکومت سے نجات مل سکتی ہے اور نتیش کمار کو بھی چین کی سانس لینے کا موقع مل سکتا ہے۔

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

برُائی کا بدلہ ہے، بھلائی

بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی، اس لئے برائی کا ایسے طریقے سے جواب دیجئے جو بہت اچھا ہو، تو یکا یک جس شخص کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کوئی جگری دوست۔ (سورہ حم سجدہ آیت ۳۴)

مطلب:۔ دعوت وتبلیغ کی راہ میں داعیان حق کو مختلف طرح کی دشواریاں پیش آئیں گی، اللہ رب العزت نے ان کے لئے ہدایت فرمائی کہ ان مصائب ومشکلات کو صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کرو، کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو، بلکہ نرمی، عفوودرگذر اور حسن سلوک کا معاملہ کرو، یعنی کانٹے بچھانے والوں پر پھول برسایئے، گالی دینے والوں کو دعائیں دیجئے گرچہ اس طریقہ میں انسان شکست سے دوچار ہوتا ہوا نظر آتا ہے، لیکن انجام کے اعتبار سے اس میں اس کی کامیابی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان دوسرے فریق کے دلوں کو فتح کرلیتا ہے، اس وقت اس کا ضمیر جاگ اٹھتا ہے اور شرمندگی محسوس کرتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ دوست بن جاتا ہے، برُائی کا جواب بھلائی اور خیر خواہی سے دینے کا طریقہ کیا ہو؟ یہ حالات کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے، اس کی مثال وہ واقعہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے متعلق نقل کیا جاتا ہے کہ ایک صاحب نے آپ کو برُا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اللہ مجھے معاف کردیں اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں معاف کردے، کیونکہ انتقام کا طریقہ مسئلہ کو پیچیدہ بناتا ہے، ایسا ردعمل پٹرول چھڑکنے کے مترادف ہوتا ہے لیکن اگر ہم نے صبر واحسان سے کام لیا اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے کر معاف کردیا تو یہ آگ پر پانی ڈالنے کے ہم معنی ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت میں حکم یہ ہے کہ جو شخص تم پر غصہ کا اظہار کرے تم اس کے مقابلہ میں صبر سے کام لو، جو تمہارے ساتھ جہالت سے پیش آئے تم اس کے ساتھ حلم وبردباری کا معاملہ کرو اور جس نے تمہیں ستایا اس کو معاف کردو (مظہری) جب آپ اس کی برائی کو نظر انداز کریں گے تو اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کا قریبی دوست بن جائے گا پھر اس کو اپنے کئے ہوئے بے ہودہ حرکتوں پر ندامت وشرمندگی ہوگی۔

جائز طریقے سے رزق حاصل کرو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کئے بغیر موت نہ پائے گا، اس لئے تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور رزق حاصل کرنے میں جائز طریقہ اختیار کرو، رزق میں دیر سویر تم کو ناجائز طریقہ اختیار کرنے پر آمادہ نہ کردے، کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف اس کی اطاعت سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

وضاحت:۔ اللہ تعالیٰ نے جس انسان کے قسمت میں جتنی روزی مقدر کردی ہے اس کو اتنی مل کر رہے گی، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی، یہ کوئی فلسفہ یا منطق کا مسئلہ نہیں ہے، یہ سب مشاہدہ اور ہم سب کے روزمرہ کا تجربہ ہے کہ کوئی شخص ۶۰ سال کی عمر میں چل بسا اور کوئی اس سے کم اور کوئی زیادہ میں، گویا اللہ نے جس کی جتنی عمر لکھی رزق بھی اسی قدر متعین کردیا، مگر ہاں محنت ومزدوری کو شرط اولین قرار دیا، اور کسب حلال کی فکر وکوشش کو موجب اجر وثواب بتلایا، اسی لئے حدیث پاک میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رزق حاصل کرنے میں جائز طریقہ اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے، یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مال حرام سے بچا جائے، کیونکہ حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت میں نہ تو خیر وبرکت ہوتی ہے اور نہ ہی ایسے شخص کی عبادت قبول ہوتی ہے، بلکہ آخرت میں وہ مال اس کے لئے وبال کا باعث ہوگا، اس کو حرام کمانے کا بھی گناہ ہوگا اور وارثوں کو حرام کھلانے کا بھی، ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت اور وہ جسم جنت میں نہ جاسکے گا جس کی نشو ونما حرام مال سے ہوئی ہو، اور ہر ایسا گوشت اور جسم جو حرام مال سے پلا اور بڑھا ہے دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے (بیہقی) جب کسی انسان کے اندر مال کی طلب بڑھ جاتی ہے تو احتیاط اٹھا جاتا ہے اور ہر مال کو معمولی بہانہ کے ذریعہ جائز سمجھنے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ کھلے حرام کو بھی جائز کرلیتا ہے، اس لئے اسلامی زندگی نے احتیاط کی تعلیم دی تاکہ نفس کو زیادہ کھیل کھیلنے کا موقع نہ ملے، چنانچہ ایک حدیث میں اس کی نشاندہی کردی گئی کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ جو لے رہا ہے، حلال ہے یا حرام، جائز ہے یا ناجائز، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ کی خبر دی کیا آج یہ امت اس دور سے نہیں گذر رہی ہے، کتنے ہیں جو اپنے پاس آنے والے روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں یہ سوچتے اور تحقیق کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز، حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر سب کچھ استعمال کررہے ہیں، قرون اولیٰ میں صحابہ کرام کی زندگیاں اس قدر پاک وصاف تھیں کہ وہ مباحات سے بھی پرہیز کرتے تھے اور مال مشتبہ کی طرف نگاہ تک نہیں اٹھاتے تھے، امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطابؓ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت عمر کی خدمت میں دودھ پیش کیا، آپ نے اس کو قبول فرمالیا اور پی لیا، آپ نے اس آدمی سے پوچھا کہ دودھ کہاں سے لائے، اس نے بتلایا کہ فلاں گھاٹ کے پاس سے میں گذر رہا تھا، وہاں اونٹنیاں اور بکریاں تھیں، لوگ ان کا دودھ دوہ رہے تھے، انہوں نے مجھے بھی دیا، میں نے لے لیا، یہ وہی دودھ تھا، حضرت عمرؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حلق میں انگلی ڈال کر آپ نے قے کردیا اور اس دودھ کو اس طرح پیٹ سے نکال دیا حالانکہ بے خبری میں نوش کیا ہوا دودھ گرچہ گناہ نہیں تھا؛ لیکن حرام غذا کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا تھا اس سے یہ اتنے خوف زدہ تھے کہ اس کو پیٹ سے نکال دینے کے بغیر چین نہ آیا، بے شک حقیقی تقویٰ یہی ہے، اگر ہر شخص اپنی زندگی اسی طرح تقویٰ وپرہیزگاری سے گذارے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بہت سی روحانی بیماریوں سے محفوظ نہ رہے، اس لئے ہر مومن بندہ کا ایمانی تقاضہ ہے کہ رزق حلال کے لئے جدوجہد کرے اور حرام وناجائز کے قریب بھی نہ پھٹکے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

ٹوپی پیشانی پر رکھ کر سجدہ کرنا:

جاڑے کے موسم میں ٹوپی یا رومال کا استعمال ہوتا ہے، ٹھنڈ کی وجہ سے لوگ ٹوپی یا رومال سے پیشانی بھی ڈھک لیتے ہیں اور اسی حالت میں نماز پڑھتے ہیں سجدہ اس حال میں کرتے ہیں کہ پیشانی پر رومال ہوتا ہے یا ٹوپی ہوتی ہے، ایسی صورت میں نماز درست ہے یا نہیں؟

الجوابـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سجدہ میں پیشانی کو زمین پر ٹیکنا شرط ہے خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر کسی نے ٹھنڈ کی وجہ سے پیشانی پر ٹوپی یا رومال لگائے رکھا اور اسی حالت میں سجدہ کرلیا تو شرعاً یہ سجدہ صحیح ہوگا اور نماز درست ہوگی۔ **ان صحة السجود على الكور اذا كان على الجبهة او بعضها، اما اذا كان على الراس فقط وسجد عليه ولم تصب جبهته الارض على القول بتعيينها ولا انفه على مقابله لاتصح (ردالمحتار ۲/۲۰۶، كتاب الصلوة باب صفة الصلاة)**

منہ اور ناک ڈھانک کر نماز پڑھنا:

ٹھنڈ کے موسم میں کچھ لوگ چادر اوڑھے رہتے ہیں اور ناک منہ ڈھک کر نماز پڑھتے ہیں، شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجوابـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

منہ اور ناک ڈھک کر نماز پڑھنے سے شرعاً نماز تو ہوجائے گی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، نماز پڑھنے والا احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور ناک، منہ ڈھانک کر کھڑا ہونا آداب شاہی کے خلاف ہے۔

فيكره التلثم وتغطية الانف والفم فى الصلوة لانه يشبه فعل المجوس (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى فصل فى المكروهات ۳۵۰)

پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھی دوسری رکعت میں کیا پڑھے گا؟

ایک شخص نے بھول کر پہلی ہی رکعت میں سورۃ الناس پڑھ دی اب وہ دوسری رکعت میں کیا پڑھے گا؟

الجوابـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور دوسری رکعت میں بھی سورۃ الناس پڑھ کر اپنی نماز مکمل کرے۔

فان اضطر بأن قرأ فى الاولى قل أعوذ برب الناس اعادها فى الثانية ان لم يختم لان التكرار أهون من القرأة منكوسا (ردالمحتار ۲/۲۶۸، باب صفة الصلاة)

امام کا تیمّم کرکے نماز پڑھانا:

امام صاحب کو عشاء اور فجر کے وقت ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا سخت تکلیف کا باعث ہے، ٹھنڈ کی وجہ سے ہاتھ پاؤں میں سوجن ہوجاتا ہے، جوڑوں میں کافی درد ہوتا ہے، ایسی صورت میں وہ تیمّم کرکے نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟۔

الجوابـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

امام صاحب کے لئے اگر گرم پانی نقصان دہ نہ ہو اور گرم پانی کا نظم بھی ہو تو ایسی صورت میں وضو کرنا ضروری ہوگا، تیمّم درست نہیں ہوگا۔ **الاصل انه متى قدر على الاغتسال بوجه من الوجوه لايباح له التيمم اجماعا (البحر الرائق ۱/۲۴۶)** اور اگر گرم پانی کا نظم نہ ہو یا وہ بھی نقصان دہ ہو تو ایسی صورت میں تیمّم کرکے نماز پڑھا سکتے ہیں، وضو کرنے والے کی نماز ان کے پیچھے شرعاً صحیح ودرست ہے۔

وترجح المذاهب بفعل عمرو بن العاص رضى الله عنه حين صلى بقومه بالتيمم لخوف البرد من غسل الجنابة وهم متوضئون ولم يأمرهم عليه الصلوة والسلام بالاعاده حين علم (البحر الرائق ۱/۲۳۶) وصح اقتداء متوضئ.... بمتيمم (الدر المختار على ردالمحتار ۲/۳۳۶)

دو رکعت میں ایک ہی سورہ پڑھنا:

ایک ہی سورہ کو فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھنا کیسا ہے کیا فرض اور نفل نمازوں میں کوئی تفصیل ہے جواب سے نوازیں۔

الجوابـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ کو جان بوجھ کر پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، البتہ اگر بھول کر یا بلاقصد وارادہ زبان پر وہی سورہ آگئی جو پہلی رکعت میں پڑھی گئی تھی یا اس سورہ کو دوسری رکعت میں پڑھنے کی مجبوری تھی جیسے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھنے کی صورت میں ہوتی ہے، یا ایک ہی سورہ یاد تھی تو ان تمام صورتوں میں ایک سورہ کو مکرر پڑھنا مکروہ نہیں ہے، اور نفل نمازوں میں ایک سورہ کو مکرر پڑھنا مکروہ نہیں خواہ بالقصد ہو یا بلاقصد وارادہ۔ **والحاصل أن تكرار السورة الواحدة فى ركعة واحدة مكروه فى الفرض ذكره فى فتاوىٰ قاضى خان وكذا تكرارها فى ركعتين منه بأن قرأها فى الاولى ثم كررها فى الركعة الثانية يكره ذكره فى القنية، لكن هذا اذا كان لغير ضرورة بأن كان يقدر قرأة سورة اخرى اما اذا لم يقدر فلا يكره وايضا انمايكره اذا وقع عن قصد، اما اذا وقع من غير قصد كما اذا قرأ فى الاولىٰ قل أعوذ برب الناس فانه لايكره ان يكررها فى الثانية ...ولايكره تكرار السورة فى ركعة أو ركعتين فى التطوع الخ (غنية المتملى ۳۵۵)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیه بهار اڑیسه وجهار کهنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 01 مورخہ مورخہ ۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۴/جنوری ۲۰۲۱ء روز سوموار

تنقید جرم نہیں

الہ آباد کی ہائی کورٹ بینچ نے اپنے ایک تاریخی تبصرے میں واضح کر دیا ہے کہ حکومت کے کام کاج پر تنقید کرنا جرم کے دائرہ میں نہیں آتا ہے، اگر کوئی نظم ونسق اور انتظام وانصرام سے مطمئن نہیں ہے تو وہ دستور کے آرٹیکل ۱۹/ کے تحت اپنے خیالات کا برملا اظہار کر سکتا ہے، جسٹس پنکج نقوی اور جسٹس وویک اگروال کی ڈویژن بینچ نے یشونت سنگھ کی جانب سے ان کے خلاف ایف آئی آر پر سماعت کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے، یشونت سنگھ نے یوگی حکومت پر اپنے ایک ٹویٹ میں اسے جنگل راج قرار دیتے ہوئے سخت تنقید کی تھی اور لکھا تھا کہ یہاں نظم ونسق اور قانون کی حکمرانی جیسی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی ہے، اس ٹویٹ کا نوٹس لیتے ہوئے یشونت سنگھ کے خلاف بھوگنی پور ضلع کانپور کے پولیس اسٹیشن میں ۲/اگست ۲۰۲۰ء کو آئی سی ٹی ترمیمی ایکٹ کی دفعہ ۵۰۰/ اور چھیاسٹھ کے تحت کمپیوٹر وسائل کے غلط استعمال کا الزام لگا کر ایف آئی آر درج کیا گیا تھا، عرضی گذار کے وکیل نے اس اف آئی آر کو آرٹیکل ۱۹/ کے تحت چیلنج کرتے ہوئے اسے خلاف دستور قرار دیا تھا، عدالت نے یشونت سنگھ کے وکیل کی دلیل کو مان لیا، اور مذکورہ دفعات کی تشریح کرتے ہوئے صاف کر دیا کہ عدالت ایف آئی آر میں لگائے گیے الزامات کو دفعہ ۶۶/ڈی کے تحت جرم تسلیم نہیں کرتی اور یہ کہ حکومتی نظم ونسق سے عدم اتفاق جمہوریت کی اصل شناخت ہے۔

عدالت کے اس فیصلے کے دوررس اثرات مرتب ہوں گے، اور اس روش پر لگام لگے گی کہ جو بھی اقتدار کے خلاف بول رہا ہے، وہ دیش کا غدار اور سزا کا حق دار ہے، اس روش کی وجہ سے ہی کئی لوگ اب بھی ناکردہ گناہوں کی سزا جیل میں کاٹ رہے ہیں، اس خیال کی وجہ سے کئی سیاسی لیڈران حکومت کی نظر میں بلیک لسٹڈ ہیں اور ان کے خلاف مختلف تفتیشی اور تحقیقاتی ایجنسیوں نے جانچ مہم چھیڑ رکھی ہے، ارباب اقتدار کی اس سوچ کی وجہ سے لوگوں کی زبانوں پر تالے لگ گیے تھے اور جو بول رہے تھے ان کے سر پر ہر وقت دار وگیر کا خطرہ منڈلا رہا تھا۔

قانونی سطح پر بات صاف ہو جانے کے بعد بھی حکومت کا رویہ کس قدر بدلے گا، اس کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا، کیوں کہ موجودہ ارباب اقتدار اور آر اس اس کے نظریہ ساز ادارے (تھنک ٹینک) کچھ ماننے کو تیار نہیں ہیں، شاید اسی لیے مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ ادھو ٹھاکرے نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر مرکزی حکومت نے اپنا رویہ نہیں بدلا تو ملک بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔

چین میں ٹوٹتا خاندان

چین میں ازدواجی زندگی کو خیر باد کہنے والوں کی لمبی قطار میریج رجسٹرار بیورو کے دفتر میں دیکھی جا رہی ہے، وہاں ۲۰۰۳ء کے بعد سے طلاق کی شرح میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، گذشتہ سال ۲۰۱۹ء میں پینتالیس لاکھ لوگوں نے میاں بیوی کے رشتے کو بذریعہ طلاق قانونی طور پر توڑا تھا، اور ۷۴/فی صد خواتین اس معاملے میں پیش پیش تھیں، چین میں ۲۰۲۱ء سے نیا شہری قانون نافذ ہوگا، جس کو مئی ۲۰۲۰ء میں چین کی پارلیامنٹ نے منظوری دی تھی، طلاق کے بڑھتے معاملات اور ٹوٹتے خاندان کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ نئے دفعات اس میں جوڑے گیے ہیں، اس کے مطابق طلاق کے خواہش مند جوڑوں کو درخواست گذارنے کے بعد ایک ماہ تک ساتھ ساتھ ہی رہنا ہوگا، یہ مدت کول پریڈ (ٹھنڈے پڑنے کا زمانہ) سمجھا جائے گا، غصہ اور جذباتیت کے ٹھنڈے پڑنے کے لیے ایک ماہ کی مدت وہاں بہت ہے، دستور کے مطابق دونوں میں سے ایک نے بھی ساتھ رہنے کا من بنا لیا تو درخواست رد ہو جائے گی، ابھی کے طریقہ کار کے مطابق زن وشو کے درخواست دینے کے دن ہی طلاق کی کارروائی مکمل کر لی جاتی ہے، نئے قانون کا مقصد غصہ اور جذبات میں خاندان توڑنے کے فیصلے کو کم سے کم کرنا ہے، وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ میاں بیوی رات کو جھگڑتے ہیں، صبح طلاق لیتے ہیں اور دو پہر ہوتے ہوتے اپنی اس حماقت پر شرمندہ ہوتے ہیں۔

چین میں طلاق سے قبل ایک ماہ کول پریڈ کی ضرورت اس لیے پڑی کہ وہاں پہلے صرف ایک بچہ پیدا کرنے کی اجازت تھی، افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے چین کو اس فیصلے کو بدلنا پڑا اور کئی بچے پیدا کرنے کی ۲۰۱۵ء میں قانونی طور پر اجازت بھی مل گئی، مگر حالات نہیں بدلے، کیوں کہ اتنے سالوں کی پابندی کے بعد خواتین اپنے کو کئی بچوں کی ولادت کے کرب سے گذارنے کو تیار نہیں ہیں، وہ پرانی روش پر قائم رہنا چاہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ قانونی طور پر اجازت کے باوجود ۲۰۱۹ء میں شرح پیدائش گذشتہ ستر سالوں میں سب سے کم رہی ہے، حکومت چاہتی ہے کہ خاندان کم سے کم ٹوٹیں؛ تاکہ افزائش نسل کا کام آگے بڑھتا رہے، نئے قانون کے نفاذ سے چین کے لوگ ناخوش ہیں، وہ اسے طلاق حاصل کرنے کے شہری حقوق پر حملہ قرار دے رہے ہیں، اسی لیے وہ چاہتے ہیں کہ طلاق ۳۱/ دسمبر سے پہلے لے کر اپنی خواہش پوری کر لیں، ورنہ ایک ماہ تک انتظار کرنا پڑے گا، اور اس کے بعد پریشان کرنے کی غرض سے ہی میاں بیوی میں سے کسی ایک نے بھی ساتھ رہنے کا فیصلہ کر لیا تو یہ خواہش پوری نہیں کی جا سکے گی۔

یاد کیجئے اسلام کے قانون طلاق کو جو غصہ اور جذبات پر قابو پانے کے لیے کتنے مواقع فراہم کرتا ہے، سارے مواقع استعمال کرنے کے بعد بھی ہر ماہ ایک طلاق کا طریقہ بتاتا ہے، اب اس سے زیادہ غصے اور جذبات پر قابو پانے کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟ سچ ہے کہ اسلام دین رحمت ہے اور الٰہی قوانین ہماری پوری زندگی کو بیلنس کرنے کا کام کرتے ہیں۔

قابل تقلید عمل

اسلام میں علم کے حصول کے لیے ماں کی گود سے قبر تک کی بات کہی گئی ہے، جس کا مطلب ہے کہ اپنی علمی صلاحیتوں کو بڑھانے کے لیے ہمارے یہاں عمر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، اڈیشہ کے ایک سبکدوش بینک ملازم اس بی آئی کے سابق ڈپٹی منیجر راج کشور پرشاد نے اس کو سچ کر دکھایا ہے، انہوں نے چونسٹھ سال کی عمر میں بینک کی ملازمت سے سبکدوشی کے بعد میڈیکل کے داخلہ امتحان نیٹ (NEET) میں شرکت کی اور کامیاب ہونے کے بعد اڈیشہ کے ویر سریندر سائیں انسٹی چیوٹ آف میڈیکل سائنس اینڈ ریسرچ (vimsar) بُرلا میں ایم بی بی ایس کورس میں داخلہ لے کر لوگوں کے لیے ایک مثال قائم کی ہے، انسٹی چیوٹ کے ڈائرکٹر للت مہر نے میڈیکل تعلیم کے میدان میں اسے انوکھا موقع قرار دیا ہے، وہ اس وقت پورے ہندوستان کے میڈیکل طالب علموں میں سب سے زیادہ عمر کے ہیں، اور قابل ذکر یہ ہے کہ معذور ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی تعلیم جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے، دس سال پہلے ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، جس کی وجہ کر وہ جسمانی طور سے معذور ہو گئے، مگر حوصلہ اور ہمت نہیں ہاری، ۲۰۱۶ء میں بینک ملازمت سے سبکدوشی کے بعد انہوں نے اپنے ڈاکٹر بننے کی خواہش کی تکمیل کے لیے جد وجہد شروع کی اور ۲۰۲۰ء میں سخت محنت کے بعد اپنے مقصد کو پا لیا، ان کے اس ہدف تک پہونچنے میں ۲۰۱۸ء میں سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ سے بھی مدد ملی، جس میں پچیس سال کی عمر کے بعد بھی نیٹ امتحان میں شرکت کی اجازت دی گئی تھی۔

ہمارے یہاں دیہاتوں میں ایک مثل مشہور ہے کہ ''بوڑھا طوطا، کہیں پڑھتا ہے'' اس قسم کے امثال سے لوگوں کے حوصلے پست ہوتے ہیں، ایسے موقع سے خاندان کے لوگوں کو حوصلہ بڑھانے کا کام کرنا چاہیے نہ کہ حوصلہ شکنی کا، جے کشور کی اہلیہ، دو بیٹی اور ایک بیٹے نے ان کا حوصلہ بڑھایا، ان کو گھریلو ذمہ داریوں سے بھی سبکدوش رکھا، حوصلے اور ہمت کی ایسی تیز رفتاری ہمارے سماج کے لیے بھی قابل تقلید ہے، لیکن کتنے لوگ ہیں جو ریٹائرمنٹ کی نفسیات سے باہر نکلنے کی ہمت جُٹا پاتے ہیں۔

بریکزٹ کے بعد

۲۰۱۶ء میں برطانیہ نے یورپی سنگھ سے الگ ہونے کا فیصلے لیا تھا، اس کے لیے عوامی رائے طلب کی گئی تھی، جس میں ۵۲/فی صد لوگوں نے علاحدگی کے حق میں اپنی رائے دی، لیکن علاحدگی کا عمل آسان نہیں تھا، یورپی برطانیہ کے سنگھ کے ساتھ سماجی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے تعلقات اتنے مضبوط اور اس کی جڑیں اتنی گہری تھیں کہ یک لخت علاحدگی ممکن نہیں تھی، چنانچہ اسی وجہ سے کئی حکومتیں بدلیں، بالآخر بورس جانسن یورپی سنگھ کے ساتھ ایک سمجھوتہ کرنے میں کامیاب ہو گیے ہیں، اس سمجھوتے کے پورے خد وخال ابھی میڈیا کے سامنے نہیں آئے ہیں، البتہ سولہ سو صفحات پر مشتمل اس سمجھوتے میں برطانیہ اور یورپی سنگھ کے بریکزٹ کے بعد ہر طرح کے تعلقات کو بر قرار رکھنے کے نئے اصول وقواعد درج کیے گیے ہیں، حالاں کہ ابھی دونوں کی پارلیامنٹ سے اس سمجھوتے کی تصدیق ہونی ہے، بحث وتمحیص کے بعد اس میں کچھ ترمیم کے امکانات بھی ہیں، لیکن نئے سال سے اس سمجھوتے کو لاگو ہونا ہے، اس لیے سمجھوتے پر دستخط میں تیزی دکھائی گئی ہے، اس سمجھوتے کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی جیت کا دعویٰ کر رہے ہیں، جب کہ سمجھوتہ ہار جیت کا نہیں، اپنے اپنے مفاد کو سامنے رکھ کر صلح وصفائی پر اتفاق کر لینے کا نام ہے، برطانیہ کے وزیر اعظم بورس جانسن کی طرف سے اسے کرسمس ڈے کے تحفہ کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، اس سمجھوتہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ وزیر اعظم نے خود ہی اس سمجھوتے پر بات چیت میں برطانیہ کی نمائندگی کی، انہوں نے روایتی طور پر اس کام کو دوسروں کے حوالہ نہیں کیا۔

اس سمجھوتے سے معاشی محاذ پر دونوں فریق کی جو غیر یقینی صورت حال تھی وہ ختم ہو گئی ہے، اور دونوں اس بات پر متفق ہو گیے ہیں کہ دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی سرحدی ٹیکس نہیں ہوگا، اس کے باوجود برطانیہ والوں کے لیے بریگزٹ کے بعد بہت کچھ بدلا بدلا ہوگا، اس بدلاؤ کو وہاں کی عوام کس طرح اور کس قدر قبول کرتی ہے، اس کا مطالعہ آئندہ زیادہ اہم ہوگا، فی الوقت ہمیں بورس جانسن کی یہ بات مان لینی چاہیے کہ ''برطانیہ نے اپنے قانون اور اپنی قسمت کو اپنے ہاتھوں میں واپس لے لیا ہے''۔

مردم شناسی اور رجال سازی

صلاحیتوں کی پہچان کر کے اسے کام کا بنانا مردم شناس اور رجال سازی کے زمرے میں آتا ہے، یہ ایک بڑی صلاحیت ہے، صحیح سچی بات یہ ہے کہ اگر آپ میں کوئی اور صلاحیت نہ ہو صرف با صلاحیت لوگوں کی پہچان کر کے انہیں کام کا بنانا آتا ہو تو یہ سو با صلاحیت لوگوں سے اوپر کی چیز ہے، اس لیے کہ با صلاحیت لوگوں کی صلاحیت نجی اور ذاتی ہوتی ہے، لیکن رجال سازی کا عمل اور ہنر متعدی ہوتا ہے اور وہ سینکڑوں با صلاحیت لوگوں کو وجود بخشنے کا سبب بنتا ہے، اس شخص کی حیثیت استاذ کی سی ہوتی ہے اور شاگرد کسی مقام کو پہونچ جائے، استاذ سے اس کی حیثیت ہمیشہ چھوٹی ہی رہتی ہے، چاہے اسے شاگرد مانے یا نہ مانے، اس لیے ایک بڑے مفکر کا قول ہے کہ استاذ کی قدر ومنزلت کرنا، ماننا، برتنا یہ انسانی تقاضہ ہے، اور جو لوگ بڑے مقام پر پہونچ کر استاذ کی عظمت کو فراموش کر دیتے ہیں، وہ بہت کچھ ہو سکتے ہیں، انسان کہلانے کے مستحق نہیں، استاذ کی بے توجہی اور بے اعتنائی کی وجہ سے بڑی بڑی صلاحیتوں کا مدفون ہو جانا تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے۔ ہندوستان کو خلائی میدان میں لے جانے والے وکرم سارا بھائی کا کہنا ہے کہ صلاحیتیں ہر انسان میں ہوتی ہیں، جو اس کے اندر مخفی ہوتی ہیں، یہ ایک بیج کی طرح ہوتا ہے، جسے وہ خود پودا بنانے کے لیے زمین میں نہیں ڈال پاتا، یہ کام رجال ساز افراد ہی کر سکتے ہیں، جو آپ کی مخفی صلاحیتوں کی پہچان کر چکے ہوں، یہ سلسلہ دراز ہوتا رہتا ہے، یہ ایک چین ہے جو رکنے کا نام نہیں لیتا، ہندوستان کی تاریخ میں امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ اور موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کا رجال سازی اور مردم شناسی کے اعتبار سے بڑا نام ہے، اور آج ہندوستان میں مختلف میدانوں میں جو لوگ کام کر رہے ہیں، ان میں سے بہت سارے انہیں کے منتخب اور انہیں کے پروردہ ہیں۔

یادوں کے چراغ ✍ : محمد قمر الزماں ندوی

الحاج ہمایوں اختر مرحوم

ہمارے مخلص دوست اور ہماری علمی کاوشوں کے انتہائی قدرداں جناب مولانا سہیل اختر صاحب قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے والد محترم جناب الحاج ہمایوں اختر صاحب اس دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خاکسار کو بھی جنازہ اور تدفین میں شرکت کا موقع ملا، ان کے جنازہ میں لوگوں کی کثرت سے اندازہ ہوا کہ مرحوم کس قدر لوگوں میں مقبول تھے اور ان کا حلقۂ تعلق کتنا وسیع تھا، یقیناً مرحوم علم وعمل کے جامع انسان تھے، قدیم وجدید کے سنگم اور فکر اسلامی کے نمائندہ اور ترجمان تھے، امت کی فکر میں ڈوبے رہتے تھے، دعوت وتبلیغ سے ان کا گہرا رشتہ تھا، اعلیٰ اخلاقی صفات کے مالک تھے، اللہ تعالی نے انھیں اعلی تعلیمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا، آپ کی ولادت انیس سو چھیالیس عیسوی میں ضلع سنتھال پرگنہ سابق صوبہ بہار موجودہ صوبہ جھارکھنڈ کے انتہائی مردم خیز گاؤں گورگاواں میں ہوئی، ان کا خاندان تعلیم یافتہ اور متمول تھا، ان کے دادا تین بھائی تھے جناب یوسف صاحب، جناب رمضان علی صاحب اور جناب حکیم کرامت اللہ صاحب۔ یوسف صاحب کاشتکاری میں رہے، اس لیے ان کو شہرت و نیک نامی زیادہ نہیں ملی، لیکن علاقہ کے معزز اور باحیثیت لوگوں میں جانے جاتے تھے، مولانا رمضان علی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی مقبولیت دی، وہ علاقہ کے مقتدر لوگوں میں تھے اور اپنی علمی، دعوتی اور ملی کاموں کی وجہ سے علاقہ میں مشہور تھے، حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب مقیم لندن نے اپنی کتاب ''یاد وطن'' میں ان کا تذکرہ بڑی عقیدت اور محبت سے کیا ہے۔

ہمایوں اختر صاحب کے والد حکیم کرامت اللہ تھے، جن کی تعلیم دارالعلوم فرنگی محل لکھنؤ میں ہوئی تھی، وہیں سے فارغ التحصیل تھے، حکمت اور طب کی تعلیم تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں مکمل کی اور وہیں استاد اور لیکچرر مقرر ہو گئے، قدیم و جدید علوم کے ماہر تھے، اللہ تعالی نے صلاحیت وصالحیت دونوں سے نوازا تھا، لکھنؤ میں قیام کی وجہ سے فکر ندوہ سے متاثر تھے اور اس کے داعی، قائل اور معترف تھے، جناب حکیم کرامت اللہ صاحب کی چار لڑکیاں تھیں اور نرینہ اولاد صرف ایک، اور وہ خوش نصیب لڑکا اپنے والدین کی آنکھوں کا تارا ہمایوں اختر تھا، جو بعد میں خاندان کا روشن چراغ بنا اور خاندان، گاؤں اور علاقہ کا نام روشن کیا۔

ہمایوں اختر صاحب کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ شمسیہ میں ہوئی جو اس زمانے میں اس علاقے کا دارالعلوم سمجھا جاتا تھا اور جس کا فیض پورے علاقہ پر جاری تھا، یہاں سے آپ نے فوقانیہ تک تعلیم حاصل کی اور اردو، فارسی اور عربی میں اچھی استعداد پیدا کی، پھر پرسہ ہائی اسکول میں داخلہ لیا اور وہاں سے ہائی اسکول کا امتحان اعلیٰ نمبرات سے پاس کیا، اس طرح مختلف تعلیمی مراحل طے کرنے کے بعد ٹی این بی کالج بھاگل پور سے گریجویشن مکمل کیا بعد ازاں علی گڈھ مسلم یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم (ایل، ایل، بی) حاصل کی، دو بار آئی اے، ایس کے امتحان میں بھی قسمت آزمائی کی، لیکن کچھ نمبرات سے پیچھے رہ گئے، ہمت کے دھنی تھے کچھ کر دکھانا چاہتے تھے، آئی پی ایس کے امتحان میں بیٹھے اور کامیاب بھی ہو گئے، لیکن اس سے پہلے محکمۂ غذا (فوڈ وبھاگ) میں ملازمت مل گئی اور اسی کو جوائن کر لیا، ابتدا ہی سے دعوت وتبلیغ کے کاموں میں ذمہ دارانہ انداز سے لگے ہوئے تھے، ساتھیوں سے صلاح ومشورہ کیا اور پھر ان لوگوں کے مشورہ سے اسی ملازمت کو ذریعہ معاش کے طور پر باقی رکھا اور اعلیٰ ملازمت کو دعوتی مقصد کے پیش نظر قبول نہیں کیا، ورنہ وہ آسانی سے بی ڈی او بن سکتے تھے، غرض ایک زمانے تک بہار گورنمنٹ میں سپلائی آفیسر کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے، دینی رجحان آپ کی شخصیت پر غالب تھا، صوم وصلوۃ اور دیگر ارکان دین کے پابند تھے، چہرہ متشرع ومسجع ڈاڑھی سے مزین تھا، صالحین کا لباس زیب تن کیا کرتے تھے، چونکہ سرکار کے سپلائی محکمہ میں بڑی بے ضابطگیاں ہوتی ہیں، ان سے ملول ہوکر آپ نے ملازمت سے قبل از وقت رضا کارانہ طور پر ریٹائرمنٹ لے لیا اور باقی ماندہ زندگی آپ نے دعوتی، فلاحی، تعلیمی خدمات اور قوم کے بچوں کو آگے بڑھانے کے لئے صرف کیا، اللہ تعالی نے آپ کو حج بیت اللہ سے بھی سرفراز فرمایا تھا، اپنے شہر گڈا جہاں آپ کی عارضی رہائش تھی وہاں آپ نے پہلے جیب خاص سے چار کٹھے زمین پر جامع مسجد کی تعمیر کروائی، پھر اسی سے متصل جامعہ ابن تیمیہ کے نام سے ایک عظیم تعلیمی ادارہ قائم کیا، جو الحمدللہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے نام سے موجودہ دور میں لوگوں کا ذہن ایک خاص مسلک اور خاص نظریے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، لیکن موصوف نے علامہ ابن تیمیہ کے سلسلے میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کی مایۂ ناز تصنیف تاریخ دعوت وعزیمت کی دوسری جلد سے متاثر ہوکر ایک خالص حنفی دینی تعلیمی ادارے کو ابن تیمیہ کے نام سے معنون کیا، جو ان کی وسعت نظر، وسعت مطالعہ اور اعلیٰ ظرفی کی واضح اور بین دلیل ہے (مستفاد از مضمون مولانا خالد قاسمی نیموی)

ہمایوں اختر صاحب علمی تعصب اور تنگ نظری سے پاک تھے جس قدر دارالعلوم دیوبند اور وہاں کے اکابر کے قدر داں تھے، اسی قدر فکر ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مداح بھی تھے، دونوں حلقہ کے اکابرین کی کتابوں کا مطالعہ گہرائی و گیرائی سے کرتے تھے، خصوصاً مولانا علی میاں ندویؒ کی کتابوں اور ان کی فکر ونظر سے کافی متاثر تھے۔ انہوں نے اپنے بڑے صاحب زادے کو دارالعلوم دیوبند کی تعلیم کے بعد عصری علوم کی طرف بھی متوجہ کیا اور گریجویشن تک تعلیم دلائی، صاحب زادہ مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نے گڈا کالج میں میرے ماموں جان پروفیسر مسعود صاحب سے بھی استفادہ کیا، جو مولانا سہیل اختر صاحب کی خوبیوں کا مجھ سے برابر تذکرہ کرتے ہیں، واقعتاً ہمارے دوست مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب انتہائی سنجیدہ اور باوقار عالم دین ہیں، الولد سر لابیہ کے مصداق ہیں۔ علاقہ میں بھی اپنی حیثیت رکھتے ہیں، امارت شرعیہ میں نیابت قاضی کی مفوضہ ذمہ داری بحسن خوبی انجام دے رہے ہیں اور اپنے اکابر کے معتمد علیہ ہیں۔

جناب ہمایوں اختر صاحب مرحوم کی خواہش تھی کہ وہ اپنے دوسرے صاحبزادے کو ندوہ میں تعلیم دلائیں، وہ ندوہ کے نصاب تعلیم کو وقت کی ضرورت سمجھتے تھے اور اس کے بڑے قائل تھے، دس بارہ سال پہلے کی بات ہے میں رمضان کی چھٹی میں گھر پر تھا، عید کے دوسرے دن وہ میرے گھر دگھی، اپنے صاحبزادے کے ساتھ تشریف لائے میرے اور ان کے گاؤں کا فاصلہ پیدل تین کلو میٹر کا ہے، سامنے سے ان کا گاؤں نظر آتا ہے، علیک سلیک، خیر خیریت اور ناشتہ کے بعد فرمایا کہ میرا بڑا بیٹا دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہے اور اب میری خواہش ہے کہ میرا دوسرا لڑکا جو اس وقت دار العلوم امارت شرعیہ پٹنہ میں زیر تعلیم ہے، وہ ندوۃ العلماء سے فراغت حاصل کرے تاکہ میرا خاندان اور گھرانہ قدیم و جدید کا سنگم بنا رہے، میں نے اس کو آپ کے حوالے کیا، یہ آپ کے مدرسہ کے توسط سے اور آپ کی تعلیم ونگرانی میں ندوہ پہنچے اور وہاں سے سند فراغت حاصل کرے، ارشد آزاد میاں نے نور الاسلام کنڈہ پرتاپ گڑھ میں داخلہ لیا اور تین یا چار سال رہ کر ندوہ پہنچ گئے، وہاں سے فراغت کے بعد جامعہ ملیہ میں داخلہ لیا، تعلیم مکمل کرنے کے بعد اب قطر حکومت میں ایک اچھی ملازمت کر رہے ہیں، مجھے اس کا قلق اور افسوس ہے کہ میری ان سے ملاقات صرف تین چار بار ہی رہی ان سے قریب رہ کر ان کے تجربات سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، لیکن میرا یہ احساس ہے کہ جب بھی ملاقات ہوئی انہیں امت کی موجودہ تعلیمی، سماجی، دینی اور معاشرتی زبوں حالی پر متفکر پایا، چونکہ میری نسبت بایں معنی اونچی تھی کہ میں مولانا علاء الدین عزیزی رحمۃ اللہ علیہ کا نواسا ہوں، اس لیے وہ مجھے بہت مانتے تھے، بڑی قدر کرتے تھے اور ہمت افزائی بھی کرتے تھے، موصوف اچھے مضمون نگار بھی تھے، بقول گرامی قدر مولانا خالد نیموی قاسمی حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وخدمات پر امارت شرعیہ کی طرف سے جو سیمینار منعقد ہوا اس کے لئے آپ نے بھی مقالہ تحریر فرمایا، سیمینار کے مقالات کا جو مجموعہ شائع ہوا ہے اس میں یہ مقالہ چراغ راہ مولانا محمد سجاد کے عنوان سے شامل ہے، آپ نے یہ مقالہ بہت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا تھا اور حضرت سجاد کی زندگی کے اہم گوشوں پر اس میں روشنی ڈالی گئی تھی، شعر وشاعری کا بھی اچھا ذوق تھا خاص طور پر کلیم عاجز صاحبؒ سے بڑا گہرا تعلق تھا، ہم لوگ جو جناب کلیم عاجز صاحبؒ سے متعارف ہوئے اس میں ہمایوں اختر صاحب کا بڑا رول ہے، آج جب کہ یہ شخصیت ہم سے جدا ہو گئی ہے، تو عجب ایک سانحہ سا لگ رہا ہے، حق تعالیٰ مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل دے اور مرحوم کو اعلی علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا ✍ : مولانا رضوان احمد ندوی (تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

احکام الاغذیہ والادویہ — غذا اور دوا کے احکام

اسلام نے بتلایا کہ انسانی ماکولات ومشروبات میں طیب اور حلال اشیاء کے استعمال سے جسم میں طاقت وتوانائی پیدا ہوتی ہے اور حرام وناپاک ماکولات ومشروبات صحت انسانی کے لئے حد درجہ نقصاندہ ہیں، اب کونسی غذا صحت کے لئے مفید ہے اور کونسی نقصاندہ، اس پہلو پر ماضی میں ہمارے بہت سے مصنفین نے متعدد کتابیں لکھی ہیں، اسی سلسلۃ الذہب کی ایک عربی کتاب ''احکام الاغذیۃ والادویۃ وانواعہا المستحدثۃ'' کے نام سے ہمارے فاضل وکرم فرما مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی لتدریب فی القضاء والافتاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے مرتب کی، ماضی میں مولانا موصوف کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، رسائل وجرائد میں بھی ان کی تحریریں برابر چھپتی رہتی ہیں، سادگی، سلاست روی اور مفید مواد کی موجودگی ان کی تحریروں کی نمایاں خوبیاں ہیں۔

زیر نظر کتاب دراصل مولانا کا ایک عربی مقالہ ہے، جسے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے ایک سمینار میں پڑھا گیا، بعد میں چند ابواب ومضامین کے اضافے کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں صحت سے متعلق مختلف عناوین کے تحت ۲۸/ متنوع مضامین شامل ہیں، مثلاً انسانی صحت کی اہمیت وحفاظت، ذبح کا اسلامی طریقہ، طیب وحلال غذاؤں کی افادیت، اور ناپاک ماکولات ومشروبات کی قباحت وحرمت جیسے موضوعات پر دلنشیں پیرایہ اسلوب میں کلام کیا، انداز بیاں نرالا اور دلوں کو چھونے والا ہے، آخیر کے چند صفحات میں دوا وعلاج کے اسلامی طریقے پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس طرح تمام مضامین دو ڈھائی صفحات پر مشتمل ہیں تاکہ قارئین زیادہ اکتاہٹ محسوس نہ کریں، ابتداء کتاب میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا بڑا قیمتی تفصیلی مقدمہ ہے، جس میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ صحت وتندرستی اللہ کی ایک بیش بہا نعمت ہے، اس کی قدر کریں اور ساتھ ہی جسمانی نظام کو معتدل غذاؤں سے متوازن رکھیں، اگر خدانخواستہ اس میں کچھ نقص آنے لگے تو دوائیوں کے ذریعہ اسکو اعتدال پر لائیں، حضرت مولانا نے کتاب اور صاحب کتاب کی تحسین فرماتے ہوئے اصحاب ذوق کو مطالعہ کی ترغیب دی، اس طرح کتاب پر حضرت مولانا نے اپنے جن گرانقدر تاثرات کا اظہار کیا اس سے کتاب کا علمی وقار واعتبار بھی بلند ہوا ہے، گوکہ کتاب مختصر ہے، تاہم اس موضوع پر زبان وبیان اور طرز نگارش کے لحاظ سے ایک عمدہ علمی کاوش ہے اور عربی دانوں کے لئے ایک بیش قیمت علمی تحفہ بھی، یہ کتاب ایک سو صفحات پر مشتمل ہے، جس کی طباعت معیاری ہے اور کاغذ بھی عمدہ ہے، قیمت صرف ایک سو روپے ہے، میرے خیال میں مفید وپاک غذاؤں کی معلومات حاصل کرنے والے اصحاب علم ودانش کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے، خواہشمند حضرات المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتہ پر طلب کر سکتے ہیں یا براہ راست فاضل مصنف کے موبائل نمبر 9430875424 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

خلیفہ مامون رشید عہد اسلامی کا ایک نامور حکمراں

مولانا رضوان احمد ندوی

خلفاء راشدین کے بعد مسلمانوں میں شخصی حکومت کا دور شروع ہوا، جس میں حکمراں طبقہ کسی عام ملکی قانون کا پابند نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ اپنے ذاتی اصول ونظریات کی بنیاد پر فیصلے کیا کرتا تھا۔ عہد بنوامیہ میں بھی ایسا ہی ہوا، اور دور عباسی کی تاریخ بھی یہی بتلاتی ہے، عباسیوں کی حکومت پانچ سو چوبیس (۵۲۴) برس تک قائم رہی، اس مدت میں ۳۷؍تخت نشین گزرے، ان میں بعضوں نے ایسے ایسے علمی وعملی کارنامے انجام دیے جن کے روشن نقوش اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں، انہوں نے حسن تدبیر سے نظام سلطنت کو وسعت دی، عوامی فلاح و بہبود کے بہت سے امور انجام دیئے، ان میں خلیفہ ہارون رشید کے لائق وفائق صاحبزادے مامون الرشید کا نام آتا ہے جو اعلیٰ سیرت وکردار کے حامل تھے، علم وتدبر اور فہم وفراست میں یکتائے زمانہ تھے، تواضع وخاکساری ایسی تھی کہ خدام کے ساتھ بھی حسن سلوک اور مساویانہ برتاؤ کرتے تھے، اور اپنی ہر دلعزیزی کی وجہ سے عام لوگوں میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی ماں ایک کنیز تھی جن کا نام مراجل تھا، علاقہ ہرات کی رہنے والی تھی، خراسان کے گورنر علی بن عیسیٰ نے ہارون رشید کی خدمت میں پیش کیا، اس کے بطن سے مامون رشید ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی چند ایام ہی گذرے تھے کہ ان کی ماں انتقال کرگئیں، ہارون رشید نے مامون کی دینی واخلاقی تعلیم کے لیے اتالیق مقرر کیا۔ ہارون رشید کا دوسرا بیٹا امین تھا، جو مامون سے ایک برس چھوٹا تھا، لیکن اس کی ماں زبیدہ خاتون عالی نسب تھی، وہ خاندان ہاشمی سے تعلق رکھتی تھی، اعلیٰ خاندانی وجاہت وشرافت اور سیرت وصورت میں ممتاز ہونے کی وجہ سے یہ ہارون رشید کی محبوب ملکہ تھی، ہارون رشید نے امین کی تعلیم و تربیت کا بھی شروع سے ہی اہتمام کیا اور اس کے لیے بھی ماہر فن علماء کو مقرر کیا، ان دونوں شہزادوں نے فقہ وادب، تاریخ وسیر اور جغرافیہ عالم پر مہارت حاصل کرلی۔ امین نجیب الطرفین ہونے کے باوجود عیش پسند ہوگیا، آزاد خیالی اور بیجا عیش وتنعم میں زندگی بسر کرنے لگا، اس کے بر عکس مامون متین وسنجیدہ اور پاکیزہ اخلاق وکردار کا نوجوان تھا، اس نے اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں سے خلیفہ ہارون رشید کو اپنا گرویدہ بنالیا، ادھر ملکہ زبیدہ نے ہارون کو طعنہ دینا شروع کردیا کہ تم ایک کنیز زادہ کو میرے لخت جگر پر ترجیح دیتے ہو۔ ہارون پر اس کی ناراضگی کا ایسا اثر ہوا کہ امین کو حجاز، مصر اور بغداد کی حکومت سپرد کردی اور سردست مامون کو خراسان کا گورنر مقرر کردیا، یہاں ہارون رشید سے سیاسی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے ایک سلطنت کے دو فرماں روا بنادیے، جس کے نتائج اس کی آنکھ بند ہونے کے بعد ظاہر ہوئے، گرچہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک معاہدہ تیار کرکے سب سے دستخط بھی لے لیا تھا اور اس کو حرم کعبہ میں آویزاں بھی کرادیا تھا، لیکن جب سرزمین حجاز میں امین نے بیعت لی تو اس وقت امین نے اس معاہدہ نامہ کو چاک کردیا، اور مامون کا قد چھوٹا کرنے کی تدبیروں میں لگ گیا، اس کے خلاف فوج کشی کردی، جس میں امین کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، اور ایک وقت ایسا آیا کہ امین کو موت کی نیند سلا دیا گیا، اس وقت اس کی عمر ۴۴؍سال تھی، اس کے بعد مامون رشید ۱۹۸ھ مطابق ۸۱۳ء میں مستقل خلیفہ ہوگیا۔

اس نے نظم سلطنت کو چلانے کے لیے فضل بن سہیل کو وزیر اعظم بنادیا، یہ تلوار اور قلم دونوں میں مہارت رکھتا تھا، سیاسی چالوں میں اس کا کوئی ہمسر نہیں تھا، مگر اس نے خودسری کی راہ اختیار کرلی اور مامون کو شاہ شطرنج بنادیا، پہلے تو مامون نے نظر انداز کیا؛ لیکن جب اس کی خلافت خطرہ میں پڑگئی تو اس کو قتل کرادیا، مامون کا وہ زمانہ بغاوتوں اور خانہ جنگیوں کا زمانہ تھا، ہر طرف بغاوتوں نے سر اٹھالیا، کہیں سادات اور علویوں کے درمیان ہنگامے کھڑے ہوئے تو کہیں صوبوں اور ریاستوں میں افراتفری مچی، مامون رشید نے ان پر سیاسی حکمت عملی سے قابو پایا، اور آہستہ آہستہ سب کو ٹھکانے لگادیا، اس کے بعد اس نے سطنت کے دائرہ کو وسیع کرنے پر توجہ دی، فتوحات اسلامی کا سلسلہ شروع ہوا، جزیرہ صقلیہ کو فتح کیا، جو تقریباً دس ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا تھا، روم (اٹلی) کے قلعوں کا محاصرہ کیا اور اس پر بھی اپنا قبضہ جمایا اور یہاں مسلمانوں کو آباد کیا۔ ہر ایک کو اس کے جائز حقوق دیے، اس معاملہ میں وہ ماضی کے خلفاء سے بھی سبقت لے گیا۔ ظلم وجور کے انسداد میں وہ بڑا اہتمام کرتا تھا، ایک مرتبہ ایک غریب بڑھیا نے مامون کے حضور میں اس کے لڑکے عباس پر استغاثہ دائر کیا کہ شہزادہ عباس نے اس کی جائداد پر غاصبانہ قبضہ کرلیا ہے، عباس عدالت میں موجود تھا، مامون نے اس کو اپنے پاس سے اٹھواکر بڑھیا کے پاس کھڑا کردیا، دونوں کے بیان لیے، شاہزادہ فرط ادب میں آہستہ آہستہ بولتا تھا اور بڑھیا بلند آواز سے بیان دے رہی تھی، وزیر دولت احمد بن ابی خالد نے بڑھیا کو روکا کہ امیر المومنین کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے، مامون نے منع کیا اور کہا کہ جس طرح کہتی ہے کہنے دو، حق نے اس کی آواز بلند کردی ہے اور عباس کو گونگا کردیا ہے۔ دونوں کے بیانات سننے کے بعد مامون نے بڑھیا کے حق میں فیصلہ دیا اور بڑھیا کی جائداد واپس کرادی، اور بڑھیا کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی؛ یہ تھا مامون کا عدل و انصاف۔ (تاریخ ملت: ۵/۴۶۳)

تاریخ وسیر میں مامون کی عدل گستری کے متعدد واقعات مذکور ہیں؛ ایک مرتبہ ایک شخص نے مامون پر بیس ہزار کا دعویٰ کردیا، مامون کے نام قاضی کا حکم آیا کہ حاضر عدالت ہوں، مامون قاضی کی عدالت میں پہونچا تو خدام نے خلیفہ کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے قالین بچھایا، قاضی شریعت نے انہیں روک دیا کہ عدالت میں مدعی اور مدعا علیہ دونوں برابر ہیں، کسی کے ساتھ امتیاز برتا نہیں جاسکتا، مامون نے خوشدلی سے عدالت میں بیان دیا، بعد میں قاضی کی حق پرستی کے صلہ میں اس کی تنخواہ بڑھادی۔ (عقد الفرید)

مامون رشید کے عدل وانصاف کے چرچے گھر گھر ہوتے تھے، اس نے نظم مملکت میں جہاں عدل گستری کا ثبوت دیا، وہیں علماء وفضلاء کا قدردان بھی تھا، اس کے دربار میں ہرفن کے ماہرین کی مجلسیں لگتی تھیں، علمی مناقشے ہوتے تھے، آزادانہ گفتگو ہوتی اور مجلسی گفتگو میں خود بھی شریک رہتا اور نکتہ آفرینیاں کرتا۔ فقہ وحدیث پر اس کی اچھی نظر تھی، ایک بار مامون کے دربار میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں محدث ہوں اور اس فن میں میں نے ساری زندگی گذار دی ہے، مامون نے اس سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم کو فلاں مسئلہ کے متعلق کتنی حدیثیں یاد ہیں، وہ ایک بھی نہ بتا سکا تو مامون نے خود اس کے متعلق بیسیوں روایتیں سنادیں اور سب کے اسناد بیان کیے۔ پھر اس شخص سے ایک دوسرا مسئلہ پوچھا، وہ اس کا بھی کوئی جواب نہ دے سکا تو مامون نے اس مسئلہ کے متعلق بھی متعدد حدیثیں بیان کیں، پھر درباریوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ لوگ تین دن حدیث پڑھتے ہیں اور پھول جاتے ہیں کہ ہم بھی محدث ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

مامون رشید کو شعر وادب میں بھی کمال حاصل تھا، قدماء کے اشعار اور شعراء عصر کے قصائد اس کے نوک زبان پر رہتے، جہاں کسی نے چھیڑا، اشعار سنانا شروع کردیتا، مامون کے فکری رجحانات اور مذہبی عقائد کے بارے میں مورخین نے عجیب وغریب نکتے بیان کیے ہیں، اس کی ایک پرائیوٹ زندگی تھی، جو بہت رنگین تھی، عیش وطرب والی تھی، فن موسیقی سے بھی اس کو شغف تھا، رقص وسرود کی مجلسیں سجاتا۔ اس کا دوسرا رخ مذہبی تھا، جو معجون مرکب تھا: اس کی وجہ یہ تھی کہ مامون کا اتالیق جعفر برمکی تھا، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلکاً ومذہباً شیعہ تھا؛ اس کی صحبت نے مامون کو شیعیت کی طرف کچھ مائل کردیا تھا، علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ وہ بعض مسائل میں شیعوں کا ہم عقیدہ تھا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین سے افضل مانتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مامون کے علمی دربار میں علماء معتزلہ بھی شریک ہوا کرتے تھے، ان کے علمی مناظرے سے مامون کا دل مسلک معتزلہ کی طرف مائل ہوگیا، علامہ شبلی نعمانیؒ نے ''المامون'' میں ان کے مذہبی اعتقادات میں مختلف مسالک کے درباری علماء کے رنگ وآہنگ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مامون کی قابل طبیعت نے ہر ایک کے عقائد کا خیر مقدم کیا، اس کش مکش میں سنیت کا جس قدر حصہ باقی رہ گیا وہ صرف خاندان اثر تھا، علامہ نے لکھا ہے کہ مامون اس بات میں بلاشبہ نہایت تعریف کا مستحق ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کی فلسفیانہ تعلیم وخیالات کے ساتھ مذہبی عقائد میں نہایت راسخ الاعتقاد تھا، فرائض اور اعمال کا سخت پابند تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی سچی ارادت، عاشقانہ وارفتگی کی حد تک پہونچ گئی تھی ...... مگر افسوس ہے کہ مامون نے اس قوت سے کوئی عمدہ کام نہیں لیا، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جس چیز نے اس کی تمام خوبیاں غارت کردیں، وہی یہی مذہبی جنون تھا، فلسفہ کے اثر نے اس کو چند عقائد میں معتزلی المذہب بنادیا تھا، جن میں سے قرآن کے حادث ہونے کا مسئلہ اس رخ کے ساتھ اس کے دل میں بیٹھ گیا کہ اس کے نزدیک اس مسئلہ سے انکار کرنا گویا اصل توحید سے انکار کرنا تھا۔ (صفحہ ۲۱۵)

اس کی زندگی کے اس کمزور پہلو سے علمی نقصان تو ہوا مگر رعا پروری اور نظم سلطنت پر کوئی اثر نہیں ہوا، اس کے مزاج میں تواضع وسادگی اور بے تکلفی تھی، عام لوگوں سے ملنے جلنے میں شان سلطنت کا لحاظ رکھنا بالکل پسند نہیں کرتا تھا۔ علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ مامون اگرچہ بڑی عظمت وشان کا بادشاہ تھا اور ناموری کے دفتر میں عام مؤرخین نے اس کے جاہ وجلال کی داستانیں جلی خط سے لکھی ہیں، مگر ہمارے خیال میں جو چیز اس کی زندگی کو نہایت پراثر بنادیتی ہے وہ ہے اس کے مزاج کی سادگی، اکثر اہل علم وارباب کمال راتوں کو اس کے بستر سے بستر لگاکے سوتے تھے، مگر اس کا عام برتاؤ ایسا ہوتا تھا جیسا کہ ایک سادہ خالص دوست کا دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔ (المامون/ ۱۹۸)

حلم وبردباری میں بھی یکتائے زمانہ تھا، وہ اپنے دشمنوں تک سے عفو ودرگذر سے کام لیتا تھا، اس کے تحمل کی یہ آخری حد ہے کہ اپنے خدام تک کی باتیں سن کر چشم پوشی کرجاتا تھا، حقیقت یہ ہے کہ اسے عفو ودرگذر میں مزہ ملتا تھا۔ اس کی مجلس میں ایک بار ایک حاشیہ بردار نے تیور بدلتے ہوئے کچھ کہا، وزراء کے چہرے فق ہوگئے لیکن مامون رشید نے اس کو سنجیدگی سے سمجھایا اور آئندہ اس طرز عمل سے باز رہنے کی تلقین کی۔

جب تک خدا نے اس کو زندگی دی، اس نے ملی وملکی خدمت کو عبادت سمجھ کر انجام دیا اور جب رب کائنات کا پیغام اجل آیا، دنیا کو الوداع کہہ دیا، اس کی وفات کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک دن اپنے بھائی معتصم کے ساتھ سیر وسیاحت کے لیے نکلا، تفریح کرتے ہوئے دونوں بھائی نہر کے کنارے زمین پر بیٹھ گئے، اسی اثناء میں کسی سرکاری عملہ نے عراق کی تازہ کھجوریں پیش کیں، جس کو انہوں نے نوش کیا، پھر پیاس لگی تو نہر کے صاف وشفاف پانی سے تشنگی بجھائی، سرد پانی کا نوش کرنا پریشان کن ثابت ہوا، اٹھنے میں حرارت محسوس کی، کسی طرح قیام گاہ پہونچا، پھر بخار میں مبتلا ہوا، اسی معمولی بخار نے مرض الموت کی شکل اختیار کرلی، اور اسی عارضہ میں ۲۱۸ھ مطابق ۸۳۳ء میں انتقال کر گیا۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۴۸؍سال تھی۔

تاریخ الاسلام کے مورخ مولانا شاہ معین الدین ندوی نے مامون کی ۴۸؍سالہ زندگی کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ عموماً بڑے بڑے مشرقی سلاطین کے پردے میں دوسرے دماغوں کی کارفرمائی رہتی ہے، لیکن مامون کی عظمت ذاتی تھی، وہ کسی سہارے کا محتاج نہ تھا، وہ خود کہتا تھا کہ معاویہؓ کی قوت عمرو بن العاصؓ کے بل پر تھی، عبد الملک کا سہارا حجاج بن یوسف تھا، مگر میری قوت وعظمت خود میری ذات سے ہے، اسی لیے مؤرخین اس کو عباسی سلسلہ کا درمیانی گوہر کہتے ہیں۔ (تاریخ اسلام جلد ۳؍صفحہ ۱۹۰)

اس طرح مامون رشید کا عہد زریں تاریخ کا ایک روشن باب رہا، انہوں نے اپنے عہد میں ملکی وعوامی فلاح وبہبود کے لیے ایسے زریں کارنامے انجام دیے جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

وقت کی قدر کیجئے

مولانا اے آزاد قاسمی

دنیاوی زندگی میں وہی قومیں ترقی کے مراحل عبور کرپاتی ہیں، جو وقت کی قدرومنزلت کو پہچانتے ہوئے اپنے آپ کو عصری تقاضوں کے مطابق ڈھال لیتی ہیں، ورنہ جس قوم، معاشرہ یا سوسائٹی نے وقت کی ناقدری کی، وقت نے اسے بہت پیچھے چھوڑ دیا اور وہ آنے والوں کے لیے سامان عبرت بن کر رہ گئی۔

ہمیں اپنی زندگی کو بہتر اور منظّم طریقہ سے گزارنے کے لیے موجودہ وقت کے ساتھ تمام طرح کے اسلامی شعائر وآداب کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ڈھالنا پڑے گا، تب جاکر کہیں ہم ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں کامیاب ہو پائیں گے، کیوں کہ وقت ایک برف کی مانند ہے، جو اپنی فطری رفتار سے پگھلتا رہتا ہے، جو بے حس اور لاپرواہ انسان کو اس وقت محسوس ہوتا ہے، جب اس کا تدارک کسی طور پر ممکن نہیں رہ جاتا، لہٰذا وقت کی اہمیت اور قدردانی بے حد ضروری ہے، ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم وقت کی اہمیت کی ہمیشہ فکر کریں، بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمیں ایک متعینہ وقت گزار کر یہاں سے کوچ کرجانا ہے، اور اس دارفانی میں گزارے ہوئے ایک ایک لمحہ کا حساب وکتاب دینا ہے، یہاں کے ایک ایک لمحہ کو ہم اپنے لیے قیمتی جانیں، کیوں کہ وقت ایک ایسی شئی ہے، جس کی کوئی قیمت نہیں، دنیا میں کوئی قیمتی سے قیمتی شئی ایک بار کھو جائے یا گم ہوجائے تو اس کے مل جانے یا انسان اپنی جدوجہد سے حاصل کرلینے کی پوری کوشش کرتا ہے اور اکثر اس کوشش میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے، لیکن وقت ایک ایسی قیمتی شئی ہے کہ اس کے گزر جانے پر دوبارہ اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی دنیا میں رائج کسی کرنسی کے بدلے اسے خریدا جاسکتا ہے۔

قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وقت ک کا ذکر بڑی اہمیت سے کیا گیا ہے اور وقت کے بیجا ضائع کرنے پر حوصلہ شکنی کی گئی ہے، تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے وقت کی قدر کریں اور اس کی اہمیت کو پہچانتے ہوئے اس کی ہر ساعت اور ہر پہلو کو اس کے تقاضے کے مطابق استعمال میں لائیں کہ کل قیامت کے دن اس کے ضائع ہونے کا کوئی ملال اور افسوس نہ ہو، کیوں کہ قیامت کے دن انسان کو جنت میں جانے کے بعد کسی چیز پر کوئی افسوس وندامت نہیں ہوگی، سوائے اس گھڑی کے جو اللہ عزوجل کے ذکر کے بغیر گزرا ہو۔ اس لیے صاحب عقل کے لیے ضروری ہے کہ وقت رہتے ہوئے اس کی تیاری کرلے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں متعدد موقع پر وقت کی قسم کھائی ہے، جس سے وقت کی اہمیت اور حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی کمتر اور بے حیثیت چیز کی قسم نہیں کھاتا، مفسرین قرآن کے نزدیک یہ بات معروف ہے کہ اللہ رب العزت اپنی مخلوق میں سے جب کسی شئی کی قسم کھاتے ہیں تو یہ اس جانب اشارہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس کی اہمیت سے باور کرایا جائے تاکہ اس کے فائدوں اور اثرات سے لوگوں کو آگاہی ہوسکے اور انسان اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس سے عبرت لے سکے، قرآن مقدس میں اللہ رب العزت نے وقت کے صحیح استعمال کو کامیاب مومن کی نشانی قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ'' دونوں جہاں میں کامیاب ہوگئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز وانکساری کرتے ہیں، اور وہ جو بیہودہ اور بیکار باتوں سے بچے ہوئے ہیں، اس آیت کریمہ میں لفظ ''اللغو'' کی تشریح کرتے ہوئے مفسرین قرآن فرماتے ہیں کہ مومن کا تو ہر ہر لمحہ بڑا ہی قیمتی ہے، اس کے کندھوں پر تو ذمہ داریوں کا بار گراں ہے، اس کو فرصت ہی کہاں کہ وہ بے کار اور فضول کاموں میں شرکت کرسکے، علماء امت نے تشریح کردی ہے کہ ایسی سیر وتفریح جو جسمانی صحت اور روح وقلب کی تازگی کے لیے ہوں وہ اس میں داخل نہیں ہے، لفظ ''معرضون'' سے اس جانب اشارہ کر دیا گیا کہ لغو اور لایعنی باتوں کا ارتکاب تو دور کی بات ہے، مومن تو ادھر کا رخ ہی نہیں کرتے، اتنے صاف اور واضح پیغام کے ہوتے ہوئے بھی آج ہم ہی سب سے زیادہ وقت کی ناقدری کرنے میں لاپرواہ اور بے شعور ہوتے جارہے ہیں۔ دوسری طرف تمام اسلامی فرائض اور دیگر شرعی امور میں بھی وقت کی اہمیت کو بڑے ہی اہتمام سے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان کے اندر وقت کی اہمیت وافادیت کا داعیہ اور احساس وشعور پیدا ہوسکے، اسلام کی سب سے اہم اور بنیادی عبادت نماز سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ''إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَوْقُوْتًا'' یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے، وقت کی حد درجہ اہمیت کو واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل سورۃ ہی نازل فرمادیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ'' قسم ہے زمانہ کی، بے شک انسان خسارے میں ہے۔ اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان دنیا وآخرت میں فلاح چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ دونوں جہاں کی کامیابی کے لیے مذکورہ سورۃ میں بتائے ہوئے چار اوصاف سے اپنے آپ کو متصف کرلے، اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے، ان شاء اللہ وہ کامیاب ہوجائے گا؛ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، مگر انسان اس کامیابی کا حقدار اسی وقت ہوسکتا ہے جب وہ وقت کی قدردانی کا شعور وسلیقہ اپنے اندر پیدا کرے؛ کیوں کہ بحیثیت مسلمان ہم وقت کے پابند رہیں، ہمارا ایک ایک لمحہ اللہ عزوجل کی جانب سے عطاء کردہ امانت ہے اور امین وہی ہوتا ہے جو امانت کو بغیر کسی کمی وزیادتی کے اپنے محسن کو لوٹا دے۔ الحمد للہ ہم ایسی امت میں ہیں جس کے پاس اللہ رب العزت کی جانب سے نازل کی گئی مقدس کتاب اور ہادی عالم رہبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین وقت کی اہمیت اور اس کے اثرات وافادیت کو سمجھنے کے لیے موجود ہیں۔ ہمیں تو کسی اور سے کچھ مانگنے اور لینے کی ضرورت نہیں، بس ضرورت ہے، ان فرامین کو اپنی زندگی میں اتارنے اور اپنی اجتماعی وانفرادی زندگی میں روبہ عمل لانے کی، کیوں کہ وقت کی ایک بڑی خصوصیت اس کی برق رفتاری ہے، جو نکل جانے کے بعد پھر لوٹ کر واپس نہیں آتا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن انسان اپنی جگہ سے ہل نہیں پائے گا جب تک وہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے لے۔'' ان پانچ میں سے دو کا تعلق براہ راست وقت سے ہے کہ ''عمر کہاں صرف کی؟ اور جوانی کہاں کھپائی؟'' جب وقت کی اتنی زیادہ اہمیت ہے تو خیر امت ہونے کی حیثیت سے ہم مسلمانوں پر وقت کے اعتبار سے بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اور ہمارا معاشرہ وقت کو کس طرح استعمال میں لائے تاکہ ایک مہذب اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آسکے۔ موجودہ مسلم معاشرہ میں دیکھا جارہا ہے کہ ہمارے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی لایعنی مجلسوں کی تلاش میں رہتی ہے جہاں بیٹھ کر پوری رات فضول باتوں میں صرف کردی جاتی ہے، بعض ماڈرن سوسائٹی میں رات کے مختلف حصوں میں کھیلوں کی مجلسیں سجائی جاتی ہیں، جس میں خاص کر کیرم بورڈ وغیرہ کھیلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس کو سوسائٹی کے رؤسا اور بااثر لوگوں کی تائید بھی حاصل ہوتی ہے، جو قابل افسوس ہے، حدیث پاک میں رات میں جلدی سونے اور صبح جلدی اٹھنے کی تاکید آئی ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُوْرِهَا'' اے اللہ میری امت کی صبح میں برکت عطا فرما اور ہم ہیں کہ اس عظیم نعمت سے دور ہوتے جارہے ہیں، اور سب سے زیادہ وقت کی ناقدری کے مرتکب ہورہے ہیں، جس کا اثر یہ ہورہا ہے کہ پوری دنیا ہماری ناقدری کررہی ہے، اللہ ہمیں وقت کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

''زندگی'' صرف زندہ رہنے کا نام نہیں

حکیم محمد سعید

زندگی محض زندہ رہنے کا نام نہیں ہے، زندگی فقط جسم کے برابر رہنے کو بھی نہیں کہتے اور نہ زندگی اس لئے ہے کہ جسانی تقاضوں کی نفی کی جائے، جسمانی زندگی ایک حقیقت ہے، زندہ رہنے کے لئے جسم کا باقی رہنا اور اس میں تاب وتوانائی کا برقرار رہنا بھی ضروری ہے، یہ تصور کرلینا کہ جسم کا خیال رکھنا اور جسمانی تقاضوں کی تکمیل کرنا روحانی تقاضوں کے خلاف ہے یا اس سے روحانی مرتبہ گھٹ جاتا ہے، غلط اور راہبانہ تصور ہے، ظاہر ہے کہ ترک دنیا اور رہبانیت کو دنیا کا کوئی نظام حیات پسند نہیں کرتا، خود نظام حیات کے الفاظ ہی ظاہر کرتے ہیں کہ اہمیت زندگی کی ہے، اسلام تو ایک زندہ دین ہے، ایک مکمل اور بھرپور نظام حیات ہے، حیات کے تمام گوشوں کو اپنے میں سمیٹے اور سمائے ہوئے ہے، اسلام ایک ایسا متوازن اور جامع فلسفۂ حیات انسان کو دیتا ہے جو اس کی مادی اور روحانی زندگی کو توانائیوں اور مسرتوں سے مالا مال کردیتا ہے، صاف فرمایا گیا ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے، اسلام رہبانیت اور ترک دنیا کی تعلیم نہیں دیتا؛ بلکہ وہ مثبت طور پر زندگی کو اس کی تمام نعمتوں، برکتوں، لطافتوں اور رعنائیوں کے ساتھ برتنے کی تعلیم دیتا ہے، فرمایا گیا کہ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے وہ انسان کے لئے مسخر کردیا گیا ہے، کہ وہ اس سے نفع حاصل کرے اور دنیا کا انتظام خوش اسلوبی اور حسن اہتمام کے ساتھ چلائے، انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ اور نائب ہے، نائب کی حیثیت سے دنیا کے نظم ونسق کو صحیح بنیادوں پر استوار کرنے کی ذمہ داری انسان پر عائد ہوتی ہے، اس مقصد کے لئے اللہ کے نیک بندوں کو اگر ترک دنیا پر مجبور کردیا جائے یا وہ دنیاوی معاملات کو روحانی زندگی سے متصادم سمجھ کر گوشہ عافیت میں بیٹھ جائیں، پہاڑوں یا جنگلوں میں پناہ لینا چاہیں تو ظاہر ہے کہ دنیا کا نظام فاسق وفاجر لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گا اور وہ خلق خدا کی زندگی فتنہ وفساد اور بدامنی سے تنگ کردیں گے جو منشائے الٰہی کے خلاف ہے۔

اسلام نے انسان کی زندگی کا مقصد عبادت قرار دیا ہے، انسان کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ عبادت کرے اور عبادت کا مطلب رسموں کی ادائیگی نہیں؛ بلکہ عبادت کا مفہوم اسلام میں یہ ہے کہ انسان کی پوری زندگی عبد کی حیثیت سے بسر ہو، زندگی کا ہر کام خواہ درس گاہ میں پڑھنا ہو، پارلیمنٹ میں شرکت کرنا ہو یا مسجد میں جاکر نماز پڑھنا، ہر کام اللہ کی مرضی کے مطابق ہو، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے تحت ہو، اس کی رضاجوئی کے لئے اور خوشنودی کے لئے ہو، خلق اللہ کی بھلائی اور بہبود اور خدمت کے لئے ہو، بے شک یہ زندگی اس لئے ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے محبت کرے اور شرف آدم کا پاس ولحاظ کرے، یہ عبادت ہے اور بلاشبہ یہ بھی عبادت ہے کہ انسان حسن اخلاق کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے اور اخلاق کی طاقت عظیم سے فتح ونصرت اسلام کی راہیں ہموار کرے، دوسری قوموں کے اثر اور بیرونی علوم سے متاثر ہوکر روحانیت کا ایک مخصوص تصور بہت سے مسلمانوں میں بھی راہ پا یا گیا اور جائز خواہشات کی تکمیل کو روحانی بلندی کے حصول کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جانے لگا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ہر خواہش تکمیل کے قابل ہے بشرطیکہ وہ حدود میں ہو اور صحیح طریقوں سے اس کی تکمیل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی اس لئے عطا نہیں کی ہے کہ وہ اس کی قدر نہ کرے، اس سے مستفید نہ ہو، بلکہ زندگی کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے الطاف سے بہرہ ور ہو اور دوسری طرف زندگی کو برتے، دنیا کو چھوڑ کر قدرت کی نعمتوں کو ٹھکرانا منشائے ربانی نہیں ہے۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور تعلیمات پر ذرا بھی غور کریں اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھیں تو ہم دیکھیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کو بھرپور انداز میں برتا ہے، آپ نے کسب معاش کے لئے جدوجہد بھی فرمائی، رشتۂ مناکحت بھی استوار کیا، جنگ وجہاد میں بھی شرکت فرمائی، امن وصلح کے معاہدے بھی کئے، نظم ملک بھی قائم فرمایا، بیت المال بھی منظّم فرمایا، غرض دنیا کے تمام معاملات میں حصہ لیا اور زندگی کے ہر شعبے میں اعلیٰ معیارات قائم کئے، اسی طرح صحابہ کرام کی پاک زندگیاں اس کی گواہ ہیں کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ کر روحانیت کے اعلیٰ مراتب حاصل نہیں کئے بلکہ دنیا میں رہ کر دنیا کو برت کر پاکیزہ زندگی گزاری اور زندگی کے حس میں اضافہ کیا ور دنیا کے ساتھ ساتھ روحانی مراتب حاصل کئے، خود قرآن حکیم نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی کہ آپ لوگوں کو بتادیں کہ میں تمہاری ہی طرح کا انسان ہوں، اس ہدایت سے یہ نکتہ پوری طرح واضح ہوجاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان ہی تھے اور بشری تقاضوں سے ماورانہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے بھی تھے اور باپ بھی، آپ داماد بھی تھے اور خسر بھی، آپ تاجر بھی تھے اور خریدار بھی، آپ حاکم بھی تھے اور قائد بھی، آپ مجاہد بھی تھے اور امن کے پیامی بھی، اگر آدمی یہ سوچ لے کہ ہم اس دنیا میں کیوں بھیجے گئے؟ اس دنیا میں ہمارے فرائض کیا ہیں؟ ہمیں اس دنیا کے بعد بہر حال ایک دوسری دنیا میں جانا ہوگا، تو زندگی برتنے کا اسلوب بھی اسے آجائے گا، اس موقع پر یہ سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ ہم مجموعی طور پر کیسی اور کون سی زندگی گزار رہے ہیں؟ کیا یہ زندگی انسانی اور اسلامی ہے؟ کیا ہماری زندگی کے لمحات رضائے الٰہی اور منشائے ربانی کی جستجو میں گزرتے ہیں؟ ہادی برحق جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایت دی اور جو راستہ دکھایا کیا ہم اس پر چل رہے ہیں؟ سوچئے اور اپنی زندگی میں تبدیلی لائیے۔

اسلامی (غیر سودی) بینکنگ-مختصر تعارف اور ضرورتیں

محمد رضی الرحمن القاسمی سعودی عرب

اسلام نے اقتصادی اور معاشی مسائل میں بھی ہماری رہنمائی کی ہے، اور ایسے اصول وضوابط دیئے ہیں، جو تیز رفتار ترقی کے اس دور میں بھی نت نئے پیدا ہونے والے اقتصادی اور معاشی مسائل کے حل کی صلاحیت رکھتے ہیں، افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک عرصہ سے مغربی استعمار نے عالم اسلام اور مسلمانوں پر اپنا معاشی نظام مسلط کر رکھا ہے، جس نظام کی بنیاد ہی ربا (سود)، قمار (جوا) اور غرر (دھوکہ) اور ان جیسی دوسری خرابیوں پر ہے، جو اسلام کی اقتصادی اور معاشی تعلیمات اور ضوابط کے سراسر منافی اور عمومی تقاضۂ عدل کے سراسر مخالف ہے۔

ادھر چند دہائیوں سے عالم اسلام اور مسلمانوں میں اس تعلق سے بیداری آئی ہے، اور باضابطہ کوششیں شروع ہوئی ہیں کہ معاشی واقتصادی سرگرمیاں بھی اسلامی تعلیمات اور عدل کے تقاضوں کے مطابق انجام دی جائیں اور معاشی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے۔

اس سلسلے میں جو سب سے زیادہ نمایاں کام ہوا ہے، وہ اسلامی بینکوں کا قیام ہے، محدود ذمہ داریوں اور صلاحیتوں کے ساتھ بعض مقامات پر 1976ء سے پہلے بھی غیر سودی سوسائٹیاں قائم کی گئی تھیں، مگر سب سے پہلے وسیع اور منظّم طور پر اسلامک بینکنگ کا تجربہ 1976ء میں کیا گیا، اور اب تو ماشاء اللہ ایک بڑی تعداد ان بینکوں کی ہوگئی ہے، جن میں اسلامی بینکاری کا نظام نافذ ہے؛ البتہ ایسے بینکوں کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ بینک، جن کی بنیاد ہی اسلامی اقتصادی قانون کے مطابق ان کے پورے نظام اور سسٹم کو چلانے کے لئے پڑی ہے۔ دوسرے وہ مغربی اور بعض مشرقی ملکوں کے بینک ہیں، جو اصلاً سودی نظام کے مطابق چلانے کے لئے قائم کئے گئے تھے؛ لیکن بعد میں ان کو اسلامک بینکنگ نظام کے تحت کلی یا جزوی طور پر کر دیا گیا ہے، کلی طور پر کئے جانے کا مفہوم تو واضح ہے کہ پورے سسٹم کو اسلامی اقتصادی نظام کے مطابق بدل دیا گیا؛ البتہ جزوی تبدیلی کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ہی بینک سودی نظام (جس پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے) کے ساتھ، متوازی طور پر غیر سودی (اسلامی اقتصادی) نظام کے مطابق بھی کام کر رہا ہے، اور اس نے اپنے عمومی نظام میں "اسلامک بینکنگ کے ونڈوز" کھول لئے ہیں۔

اسلامی (غیر سودی) بینکوں اور مروجہ سودی بینکوں کے کام میں جو بنیادی فرق ہے، اس کی تھوڑی تفصیل یہ ہے کہ بینکوں کے لئے سرمایہ کاری ایک ناگزیر ضرورت ہے، اسی پر اس کی بقاء اور ترقی کا مدار ہے؛ لیکن اسلامی شریعت میں خود (اصل) کرنسی کی سرمایہ کاری کے لئے کوئی مخصوص عقد نہیں ہے۔ یعنی اسلام نے کرنسی اور پیسوں ہی کو اصل مال تجارت بنا کر دیگر اموال کی طرح نفع نقصان کے ساتھ خرید وفروخت سے منع کیا ہے؛ اس لئے کہ یہی ربا (سود) ہے، ادھار، بیع سلم، اجارہ، شرکت وغیرہ وہ عقود ومعاملات ہیں، جن کے ضمن میں حقیقی مبادلہ کے تابع ہو کر کرنسی کی سرمایہ کاری ہوتی ہے، چنانچہ یہ ممکن نہیں ہے کہ اسلامی بینکوں میں جمع کی جانے والی رقم سے (بذات خود) اس کے مالک کو نفع حاصل ہو، جب تک کہ اس رقم کو مذکورہ عقود ومعاملات میں استعمال نہ کیا جائے، اس کے برعکس سودی بینکوں میں کرنسی کی کرنسی کے ساتھ نفع ونقصان کے ساتھ خرید وفروخت ہوتی ہے؛ بلکہ وہی بینک کا بنیادی بزنس ہوتا ہے، چنانچہ ان بینکوں میں جمع کی جانے والی اصل رقم سے اس کے مالک کو نفع ہوتا رہتا ہے، اس سے قطع نظر کہ وہ رقم بذات خود مذکورہ عقود ومعاملات میں استعمال ہو رہی ہے یا نہیں؟

اسلامی بینکنگ کے تجربے کو تقریباً پینتالیس سال ہونے کو ہیں، اس جیسے کاموں کے لئے اس عرصہ کو طویل مدت نہیں کہا جاسکتا ہے؛ لیکن یہ تجربہ کس حد تک مفید رہا اور مفید ہو سکتا ہے، اسے جاننے کے لئے یہ کوئی مختصر مدت بھی نہیں ہے، بعض خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ دینی اور اقتصادی دونوں اعتبار سے یہ تجربہ نہایت ہی مفید رہا ہے، چنانچہ اس نے سودی نظام کا ایک بدل پیش کیا ہے، اور مسلمانوں کے لئے سود کی لعنت سے بچنے کی راہ فراہم کی ہے، معاشی نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے سلسلے میں بیداری ہے۔

اسلامی بینکنگ نے کسی حد تک زکوۃ کے نظام کو بحال کیا ہے، جس سے سوسائٹی کو بڑا نفع پہنچ رہا ہے، اس نے زراعت وغیرہ جیسے مفید میدان میں سرمایہ کاری کی ہے، اس سرمایہ کاری اور نفع ونقصان کے واضح حساب کتاب کے ذریعے دنیا کے سامنے یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ اسلامی بینکوں میں رقم جمع کرنے والے سودی بینکوں میں رقم جمع کرنے والے لوگوں سے زیادہ سالانہ نفع پا رہے ہیں، مذکورہ تفصیلات سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اس نظام کی معاشی افادیت کھل کر سامنے آتی ہے۔

ماہرین کے بقول اتنے عرصے میں اس نظام نے جس حد تک کامیابی حاصل کی ہے، اتنی کامیابی سودی بینکوں نے اس مدت میں نہیں حاصل کی تھی؛ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلامی بینکنگ میں اب تک کچھ کمزوریوں اور خامیوں پر قابو نہیں پایا جاسکا ہے، مثلاً ایک بنیادی بات یہ طے کرنی ہوتی ہے کہ سرمایہ کاری کن میدانوں میں کی جائے؟ اور کس طرح کی جائے؟ اس بابت ایک ٹھوس اور عمدہ لائحہ عمل اب تک تیار نہیں ہوسکا ہے۔ چنانچہ زراعتی سیکٹر اور صنعتی شعبوں میں جتنی سرمایہ کاری کی صلاحیت اسلامی بینکوں میں ہے، اتنی سرمایہ کاری ان شعبوں میں نہیں ہو پا رہی ہے، جس کی وجہ سے سے عالم اسلام اور مسلم ممالک ان اہم شعبوں میں دوسروں کی مدد کے محتاج رہتے ہیں۔

تعلیم اور صحت جیسے انسانی ترقی کے شعبوں میں بھی بہت زیادہ نمایاں کام اسلامی بینکوں کی طرف سے نہیں ہو رہا ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ بعض بہت زیادہ حساس اور نفع بخش سیکٹروں میں سیاسی اغراض ومقاصد کی خاطر اسے سرمایہ کاری کی اجازت نہیں مل رہی ہے۔

ان خامیوں، کمزوریوں اور مجبوریوں کے اسباب پر غور کرنے سے دو بنیادی باتیں سامنے آتی ہیں: ایک تو یہ کہ اسلامی بینکاری؛ بلکہ پورا اسلامی اقتصادی نظام فرد، سماج اور حکومتوں سے جس توجہ اور دلچسپی کا طالب ہے، وہ توجہ اسے نہیں مل پا رہی ہے۔

دوسرے یہ کہ اس کے پاس افراد کار کی کمی ہے، اس لئے کہ جو افراد بینکنگ کے ماہرین ہیں، انہیں اسلامی معاشی تعلیمات سے مکمل آگہی نہیں ہے اور اس موضوع پر وہ گہری بصیرت نہیں رکھتے ہیں، اور جو اسلامی اقتصادیات کے ماہرین ہیں، ان کو مروجہ بینکنگ اور فائنانشیل سسٹم کے سلسلے میں مکمل اور صحیح واقفیت نہیں ہے، ایسے افراد بہت ہی کم ہیں، جنہیں مروجہ بینکنگ اور فائنانشیل سسٹم اور اسلام کے معاشی اصول وضوابط دونوں سے خوب آگہی ہو اور دونوں میں انہیں اچھی بصیرت حاصل ہو۔

نتیجہ کے طور پر بہت سارے اہم شعبوں میں ناقص سرمایہ کاری ہو رہی ہے، اور بہت سارے اہم شعبوں میں اب تک سرمایہ کاری اس وجہ سے نہیں ہوسکی ہے کہ یہ طے نہیں ہوسکا کہ کس طرح سرمایہ کاری کی جائے؟ جو اسلامی معاشی اصول کے مطابق بھی ہو اور اقتصادی اعتبار سے مفید بھی۔ اس لئے اسلامی بینکوں کی اس وقت سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ ایسے ادارے قائم کئے جائیں، جو بینکنگ سسٹم اور اسلامی معاشی اصول و ضوابط دونوں کی تعلیم دیتے ہوں اور اس میں ایسے شعبے بھی ہوں کہ ایک کے ماہرین کو دوسرے موضوع کی تعلیم دی جاسکے۔

اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ملیشیا، سوڈان اور بعض عرب ممالک نے پیش رفت کی ہے اور ہندو پاک میں بھی محدود پیمانے پر اس میدان میں کچھ کام ہو رہا ہے؛ لیکن ہنوز اس پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

پہلے یہ بات آچکی ہے کہ کئی مغربی ملکوں اور بعض مشرقی ملکوں میں آج کل یہ ہو رہا ہے کہ بینکوں کے مالکان اپنے مروّجہ سودی بینکوں میں اسلامک بینکنگ کے ونڈوز قائم کر رہے ہیں۔ یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک کا یہ عمل اس مقصد کے لئے تو یقیناً نہیں ہے کہ وہ بینکنگ اور اقتصادی نظام کو اسلامی اصول وضوابط کے مطابق فروغ دینا چاہ رہے ہیں۔

مسلم ماہرین اقتصادیات کا خیال ہے کہ بنیادی طور پر ایسے بینک تین مقاصد میں سے کسی ایک، دو یا تینوں مقاصد کے لئے اسلامی بینکاری اور اقتصادی سسٹم کو اپنے بینکوں میں نافذ کر رہے ہیں۔

ا۔ مسلم ملکوں اور مسلمانوں کے سرمائے کو سمیٹ کر اور اپنے پاس مرتکز کر کے مادی قوت کا استعمال اور اس ذریعہ سے معاشی فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ بعض بینکوں کے طرز عمل سے محسوس ہوتا ہے۔

۲۔ بینکنگ نظام کو وہاں کے ماہرین بہتر طور پر جانتے اور سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک اسلامی بینکنگ سسٹم اور مالیاتی نظام (فائنانشیل سسٹم) معاشی اعتبار سے بھی زیادہ نفع بخش اور مالی مصلحتوں کو دوسرے نظام کے مقابلے میں زیادہ بہتر طریقے پر پورا کرنے والا ہے؛ اسی لئے انہوں نے اپنے بینکوں میں اس نظام کو بھی نافذ کیا ہے۔

۳۔ اسلامی اقتصادی نظام کو پھر سے فروغ دینے کی جو کوشش شروع کی گئی ہے اس میں الجھاؤ اور پیچیدگی پیدا کر کے دوبارہ سودی معاشی نظام کو مسلط کرنا ہے، مقصد خواہ کچھ بھی ہو، غیر مسلم ممالک کے بینکوں اور مسلم ممالک میں قائم شدہ غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں اسلامی بینکنگ کے ونڈوز قائم ہو رہے ہیں اور بڑی تیزی سے ہو رہے ہیں، ہم یہ تو کر نہیں سکتے ہیں کہ انہیں روک دیں یا روکنے کی کوشش کریں، اس لئے کہ یہ ایک نامناسب کاوش اور حرکت ہوگی؛ کیوں کہ اسلامی اصول وقوانین عالمگیر ہیں اور ساری دنیا کے لئے ہیں، جو بھی اس سے استفادہ کرنا چاہے۔

لیکن قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ جن کے ارادے اچھے نہیں ہیں، ان کے ضرر سے اپنی حفاظت کے لئے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ان بینکوں کے کام پر گہری نگاہ رکھیں کہ وہ اسلامی معاشی اصول وقوانین کی رعایت کر رہے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کر رہے ہیں تو ہم اعلانیہ لوگوں کو بتائیں کہ فلاں بینک اپنے کو اسلامی بینکنگ نظام کے موافق کہتا ہے، مگر یہ بات غلط ہے۔

جن کا مقصد صحیح نہیں ہے، ان کے ضرر اور نقصان سے بچنے کی یہی صورت ہے؛ اس لئے کہ وہ کسی بھی طرح کا نقصان ہمیں اسی صورت میں پہنچا سکتے ہیں، جب کہ ظاہری لبادہ اسلامی بینکنگ کا ہو اور بباطن ایسا نہ ہو۔

معاشی اصلاح کے لئے اسلامی بینکنگ کے سلسلے میں جو کوششیں ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں، وہ قابل قدر ہیں، اگر یہ کام جاری رہا، تو ان شاء اللہ بہت جلد یہ نظام پورے عالم میں پھیل جائے گا، اس لئے کہ اس نظام میں اعتدال وتوازن ہے، عدل وانصاف ہے، اور یہ حقیقی سرمایہ کی بنیاد پر مبنی نظام ہے؛ لیکن پورے معاشی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے تنہا ان بینکوں ہی کا قیام کافی نہیں ہے؛ بلکہ ضرورت اور دوسرے اداروں کی بھی ہے: جیسے زکوٰۃ اور وقف کے ادارے، انشورنس یعنی تکافل کے ادارے، شیئر مارکیٹ اور میچول فنڈ کے ادارے۔ اس طرح کے ادارے قائم ہو جائیں اور صحیح اسلامی اقتصادی نظام کے مطابق کام کرنے لگیں تو ان اداروں کے باہمی تعاون سے پورے معاشی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے، جس کے ذریعہ معاشی نظام متوازن طور پر چلے گا اور چلتا رہے گا۔ بعض مسلم اور بعض سیکولر ملکوں میں ان اداروں کے قیام کی طرف پیش رفت ہو رہی ہے، جو یقیناً ایک خوش آئند بات ہے، ہر مسلمان کی شخصی اور سماجی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کی فکر کرے اور مسلم ملکوں کی حکومتوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس پہلو پر خصوصی توجہ دیں اور پورے سسٹم کو اسلامی اقتصادی سسٹم میں ڈھالیں، اس کے لئے افراد اور ادارے تیار کریں؛ تاکہ اقتصادی اعتبار سے لوگوں کے درمیان عدل قائم ہوسکے اور ثروت ودولت منصفانہ انداز میں گردش میں رہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ارجنٹینا میں اسقاط حمل کو قانونی درجہ حاصل

ارجنٹینا میں اسقاط حمل کو قانونی حیثیت دینے کے لئے طویل عرصے سے جاری جدوجہد کے نتیجے میں ارجنٹینا کی پارلیمنٹ نے بالآخر ۳۰/دسمبر ۲۰۲۰ء کو اسقاط حمل کو قانونی حیثیت دینے والے قانون کو منظور کرلیا ہے، ایسا کرنے والا ارجنٹینا پہلا لاطینی امریکی ملک ہے، وہاں یہ قانون اس لئے بھی تاریخی ہے کیونکہ ملک کی خواتین طویل عرصے سے اس قانون کو منظور کرنے کا مطالبہ کررہی تھیں، بالآخران کا مطالبہ پورا ہوگیا ہے۔(یواین آئی)

یمن میں ہوائی اڈے پرحملہ، ۲۵/افراد ہلاک، ۱۰۰/زخمی

یمن کے عدن میں ہوائی اڈے پر ہوئے حملے میں ۲۵/افراد ہلاک اور تقریباً ایک سو افراد زخمی ہوگئے ہیں، وزارت صحت کی اطلاعات کے مطابق عدن ہوائی اڈے پر بدھ کے روز نئی سرکار کے وزراء کے پہنچنے کے دوران یہ حملہ ہوا، یہ وزراء سعودی عرب میں ایک معاہدہ پر مذاکرات کے بعد واپس آرہے تھے، تاہم اس میں کابینہ کے اراکین کو کوئی نقصان نہیں ہوا، یمن کے وزیر اطلاعات نے اس حملے کا الزام حوثی باغیوں پر عائد کیا ہے۔(بی بی سی لندن)

چین کا سامنا کرنے کے لئے امریکہ کو اتحاد کی ضرورت: جو بائیڈن

امریکہ کے نومنتخب صدر جو بائیڈن نے کہا ہے کہ امریکہ کو چین کا سامنا کرنے کے لئے ہم خیال ممالک کا اتحاد قائم کرنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ جب ہم تجارتی نقصان، ٹکنالوجی، انسانی حقوق اور دیگر محاذ پر چین کی حکومت کو جوابدہ ٹھہراتے ہیں اور ان کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں، ایسے وقت میں ہم خیال معاون ممالک کے ساتھ مشترکہ مفادات اور ہماری مشترکہ اقدار کے اتحاد سے ہماری پوزیشن مضبوط ہوگی۔(یواین آئی)

یورپی یونین اور چین کے مابین تاریخی سرمایہ کاری معاہدہ

یورپی یونین نے چین کے ساتھ اربوں یورو کی سرمایہ کاری کا ایک تاریخی معاہدہ کیا ہے، مغربی دنیا کا الزام ہے کہ چین کا انسانی حقوق کا ریکارڈ بہت خراب ہے، لیکن یورپی یونین کے رہنماؤں نے ۳۰/دسمبر کو اس خراب ریکارڈ کے باوجود بیجنگ حکومت کے ساتھ اربوں یورو کی سرمایہ کاری کے ایک وسیع تر معاہدے کی منظوری دی ہے، یونین کو امید ہے کہ اس معاہدے سے فریقین کے مابین منفعت بخش کاروبار کے دروازے کھل جائیں گے، جرمن چانسلر انگیلا میرکل اور یورپی کمیشن کی صدر اُرزُولا فان ڈیر لاین سمیت یورپی یونین کی متعدد اعلیٰ شخصیات اور چینی صدر شی جن پنگ نے ایک مشترکہ ویڈیو کانفرنس میں اس معاہدے کی منظوری کا اعلان کیا، جرمنی کی سابق وزیر دفاع اور یورپی یونین کے کمیشن کی موجودہ صدر فان ڈیر لاین نے اپنے ٹوئٹ میں لکھا کہ تجارت کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں، لیکن ہم باہمی تعاون، یکساں مواقع اور اقدار سے بھی جڑے ہوئے ہیں۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

دنیا مستقبل کی وباؤں سے نمٹنے کے لیے بھی تیار رہے: عالمی ادارۂ صحت

ایک ایسے وقت میں جب پوری دنیا کرونا وائرس کے مہلک مرض سے نبرد آزما ہے، عالمی ادارۂ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے تمام ممالک سے اپیل کی ہے کہ انہیں مستقبل کے عالمی امراض سے نمٹنے کے لیے ابھی سے تیار رہنا چاہیے۔ ڈبلیو ایچ او کے سربراہ ٹیڈروس ایڈہینم گیبراسس نے کہا کہ اگر ہم تیاری میں ناکام رہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ناکام ہونے کے لیے تیار ہورہے ہیں۔اس سلسلے میں انہوں نے ''گلوبل پریپیرڈنیس مانیٹرنگ بورڈ'' کی گزشتہ سال شائع ہونے والی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ دنیا اس وقت مستقبل میں برپا ہونے والی کسی عالمی وبا سے نمٹنے کے لیے تیار نہیں ہے، خیال رہے کہ کورونا وبا کو ایک سال ہوچکے ہیں اور اس عالمگیر وبا نے پوری دنیا کی معیشت اور نظامِ زندگی کو مفلوج کرکے رکھ دیا ہے، اب تک دنیا بھر میں آٹھ کروڑ سے زیادہ لوگ اس وبا سے متاثر ہوچکے ہیں جب کہ اٹھارہ لاکھ سے زائد افراد اس مہلک مرض کے ہاتھوں جان کی بازی ہار گئے ہیں، لیکن مؤثر ویکسین کی تیاری کی صورت میں دنیا کو ان دگرگوں حالات میں امید کی کرن نظر آرہی ہے اور توقع ظاہر کی جارہی ہے کہ اس عالمی وبا پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے سربراہ اس معاملے میں پرامید ہیں لیکن ساتھ ہی وہ لوگوں کو تلخ تاریخی حقائق کی یاد دہانی بھی کرارہے ہیں، اُن کے بقول ''تاریخ بتاتی ہے کہ کورونا وائرس کوئی آخری وبا نہیں ہے بلکہ وبائی امراض زندگی کی حقیقت ہیں۔لہٰذا تمام ممالک کو آنے والے امراض کو پھیلنے سے روکنے، ان کی شناخت کرنے اور ہر قسم کی ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔(وائس آف امریکہ)

امریکہ سعودی عرب کو ۲۹۰/ارب ڈالر کے ہتھیار بیچے گا

پینٹا گون نے کہا ہے کہ امریکی حکومت نے سعودی عرب کو ۲۹۰/ارب ڈالر کی مالیت کے ۳/ہزار گائیڈڈ جنگی ہتھیار فروخت کرنے کی منظوری دے دی ہے، پینٹا گون کی جانب سے جاری میں بیان کہا گیا ہے کہ امریکی وزارت خارجہ نے سعودی عرب کو ۳/ہزار جی بی یو، ۳۹/اسمال ڈائیمیٹر بم (ایس ڈی بی آئی۔1) اسلحہ، کنٹینرز، معاون اشیا، اسپئیرز کی فروخت اور تکنیکی مدد فراہم کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی دور صدارت کے خاتمے سے کچھ روز قبل منظور کیے گئے اس پیکیج کی مالیت ۲۹۰/ارب ڈالر بنتی ہے، پینٹا گون کے مطابق اس فوجی مدد سے سعودی عرب کی طویل فاصلے تک ہدف بنانے والی استعداد میں اضافہ ہوگا اور یہ ہتھیار اس کو درپیش خطرات سے نمٹنے کے لیے معاون ثابت ہوں گے۔ دوسری جانب نومنتخب صدر جو بائیڈن کی جانب سے اس ڈیل کو معطل کرنے کا خدشہ بھی اپنی جگہ موجود ہے کیوں کہ وہ سعودی عرب پر یمن میں بدترین انسانی بحران پیدا کرنے کا الزام عائد کرتے آئے ہیں اور کانگریس نے ۳۵/جنگی طیاروں کی فروخت روکنے کی کوشش بھی کی تھی تاہم انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا، واضح رہے کہ مشرق وسطیٰ میں امریکی اسلحے کا سب سے بڑا خریدار سعودی عرب ہے۔

بزنس، روزگار و کیریر

اتراکھنڈ میں گاؤں کی تین مسلم لڑکیاں جج بنیں

اتراکھنڈ میں گاؤں کی تین مسلم لڑکیوں نے جوڈیشل سول سروس میں کامیاب ہوکر جج کا عہدہ حاصل کیا ہے۔واضح ہو کہ ۲۲/دسمبر کو اتراکھنڈ کے جوڈیشل سول سروس کے نتائج شائع ہوئے تھے، تینوں کامیاب لڑکیوں کا تعلق ضلع ہریدوار سے ہے، یہ لڑکیاں شاہ پور، بوڈی اور سرائے گاؤں کی رہنے والی ہیں، حیرت کی بات یہ ہے کہ تینوں گاؤں میں ہائی اسکول تک نہیں ہے، ان لڑکیوں میں سے ایک کا نام عائشہ فرحین، دوسری کا نام گلستان انجم اور تیسری کا نام جہاں آرہ انصاری ہے، اتراکھنڈ جوڈیشل سروس امتحان میں کامیاب چار مسلم ججوں میں سے تین لڑکیاں ہیں۔اس سے پہلے ۱۸/خواتین اترپردیش کی جوڈیشل سروس میں اور ۵/راجستھان کی جوڈیشل سروس میں جج کے عہدے پر فائز ہوچکی ہیں۔یہ اتفاق ہے کہ کامیاب ہونے والی تینوں بیٹیوں کے والد کسان ہیں اور ان کے والدین میں سے کوئی زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہے۔ان لڑکیوں نے کہا کہ اس عہدے کے ذریعہ وہ اپنے ماں باپ کے خواب کو پورا کریں گی اور معاشرے میں مظلوموں کے لئے انصاف فراہم کریں گی۔انہوں نے اپنے گاؤں کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کا بھی عزم کیا۔ان بچیوں کی کامیابی سے ان کے والدین بیحد خوش ہیں، گاؤں والے بھی ان بیٹیوں کی کامیابی پر فخر محسوس کررہے ہیں۔(ایجنسی)

خدمت خلق اور رضائے الٰہی کے جذبہ سے میدان عمل میں اترنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں: مولانا محمد شبلی القاسمی

ایم ایم رحمانی پارا میڈیکل کالج پھلواری شریف پٹنہ کے کامیاب طلبہ وطالبات میں تقسیم اسناد

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی زیر نگرانی چلنے والے مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل کالج پھلواری شریف کی ایک اہم نشست زیر صدارت جناب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ برائے تقسیم اسناد منعقد ہوئی، جس میں فیزیوتھراپی (BPT) کورس مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات کو قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کے ہاتھوں اسناد تقسیم کی گئی، اس موقع پر ناظم صاحب نے کورس مکمل کرنے والے طلبہ وطالبات کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات ہرگز ذہن میں نہ آئے کہ علم کا مقصد صرف پیسہ کمانا ہے، آپ حضرات نے امارت شرعیہ کے ایک اہم شعبہ سے جڑ کر تعلیم حاصل کی ہے، جس کا مقصد اپنی زندگی کو سنوارنا اور معاشرہ کو بھی سنوارنا ہے، یاد رکھیں مریضوں اور مرض سے پریشان حال لوگوں کے مرض اور درد کو خدمت اور رضائے الٰہی کے مقصد سے دور کرنا بڑی عبادت اور سعادت ہے، آپ حضرات کے دل میں یہ بات رہے کہ آپ کا تعلق امارت شرعیہ سے ہے اور آپ نے یہاں کے کالج سے تعلیم پائی ہے، آپ کا تعلق اس ادارہ سے ہے جس ادارہ کے امیر حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ جیسی عظیم شخصیت ہے، جنہوں نے رحمانی 30 جیسا نظام دے کر نئی نسلوں کے حوصلوں کو بلند کیا اور ان لوگوں کے لئے جو مایوس ہوچکے تھے کہ اس مقابلہ (Competition) کے زمانہ میں ہم کچھ نہیں کرپائیں گے، اور وہ مالی تنگی کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے، ان کے لئے انہوں نے راہ کھولی۔ کتنے غریب ونادار قسم کے طلبہ جو ذہانت تو ضرور رکھتے تھے لیکن ان کے سامنے راہیں نہیں تھیں، حضرت امیر شریعت کی ان کوششوں کے ذریعہ ان کے لیے راہیں کھلیں اور ایک نظام پورے ملک میں قائم ہوا، اور بڑی تعداد میں بچے اور بچیاں اس میں داخلہ لے کر مقابلہ جاتی امتحانوں کی تیاری کرتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔امارت شرعیہ کے پارا میڈیکل سے آپ نے تعلیم مکمل کرلی ہے، اس کے بعد آپ کو میدان عمل میں آنا ہے، وہاں کئی طرح کی دشواریاں ہیں، ان دشواریوں کو آپ ان طریقوں سے حل کرسکتے ہیں جو طریقے آپ کو اس ادارے نے دیئے ہیں، ان حوصلوں سے مقابلہ کرسکتے ہیں جو حوصلہ آپ کے امیر شریعت نے مشکل حالات میں آپ کو دیا ہے، اور اس ادارے نے جو آپ کو طریقہ دیا ہے اور لوگوں کے کام آنے اور ان کی خدمت کا جو مزاج بنایا ہے، اس طریقہ کے ساتھ کام کرنے سے آپ کو عزت، کامیابی اور دنیا کے ساتھ دین بھی ملے گا۔قائم مقام ناظم صاحب نے مزید کہا کہ میدان عمل میں آپ کو انسانیت کی خدمت اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے، نئے طریقے اور لیٹیسٹ ٹیکنالوجی سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، سستی اور غفلت کو ہرگز جگہ نہ دیں، کامیاب قوم اور کامیاب لوگ ہمہ وقت چوکس، مستعد، بیدار مغز اور اپنے علم وہنر میں اضافہ کی دھن میں لگے رہتے ہیں، اسی طرح ایک اور بنیادی بات کو یاد رکھنا ہے کہ شفاء صرف اللہ دیتا ہے، اس لئے مریضوں کے معائنہ کے وقت توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر رہنی چاہئے، ہم سب صرف ایک ذریعہ ہیں۔اپنے کام کو ایمانداری، اخلاص اور خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ کرنا ہے، اپنے بڑوں اور اساتذہ سے ہمیشہ رابطہ میں رہنا ہے، اس سے کام میں آسانی ہوتی ہے اور کامیابی بھی ملتی ہے۔تقسیم اسناد کی اس نشست میں جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، جناب ڈاکٹر سید نثار احمد صاحب، جناب سید کمال وارث صاحب، جناب فضیل احمد، جناب مولانا ارشد رحمانی صاحب، جناب مولانا نصیر مظاہری صاحب اور دیگر اساتذہ شریک تھے۔

بہار میں آئندہ پانچ سالوں میں پیدا ہوں گے بیس لاکھ روزگار

بہار اسمبلی انتخابات میں کیئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کی حکومت نے اپنی کوشش تیز کردی ہے، آئندہ پانچ سالوں میں بیس لاکھ روزگار فراہم کرانے کے تعلق سے بہار کابینہ نے مہر لگا دی ہے، حکومت کی جانب سے مختلف محکموں میں نئے عہدوں کو منظور کر وہاں بحالی کی شروعات کرنے کا منصوبہ بنایا جارہا ہے، اگر کابینہ کے فیصلہ کے مطابق روزگار کے مسئلہ کو حل کرنے کی سمت میں حکومت کام کرتی ہے تو یہ بہار کے بے روزگاروں کے لیے بڑی خبر ہوگی، اگر حکومت اپنے اس کاغذی فیصلہ کو زمین پر اتار پائی تو اس کے کافی مثبت اثرات سماج اور سیاست پر پڑیں گے۔ خیال رہے کہ انتخابی مہم میں اپوزیشن لیڈر تیجسوی یادو کے دس لاکھ نوکریاں دینے کے جواب میں این ڈی اے نے بیس لاکھ روزگار فراہم کرانے کا وعدہ کیا تھا، حکومت بننے کے بعد لگاتار اس وعدے کو پورا کرنے کا دباؤ حکومت پر بن رہا تھا۔اسی کے ساتھ حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وہ کورونا کی مفت ویکسین فراہم کرائے گی۔(ایجنسی)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ضلع شیخ پورہ کے دعوتی واصلاحی دورہ کی اجمالی رپورٹ

علماء امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد حسب ہدایت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی قیادت میں مورخہ ۲۲/دسمبر ۲۰۲۰ء سے ۲۹/دسمبر ۲۰۲۰ء تک دعوتی دورہ پر رہا، ۸/ایام میں کل ۲۰/مقامات ومواضعات پر اصلاحی پروگرام ہوئے، جن میں کنہولی، بربیگھا، ہرگاواں، رمضان پور، میرغیاث چک، قمص پور، پہڑیا، شیخو پورسرائے، نبی نگر کگرار، حسین آباد، چونڑھ درگاہ، سنیا، منڈہ، چوارہ، ہنسوری، استھاواں، پچنہ، بازید پور، چرواواں، چوربرا اور اس کے مضافات شامل ہیں۔ اس وفد میں قائد وفد کے علاوہ جناب قاضی منصور عالم صاحب قاضی شریعت دارالقضاء بہار شریف، جناب مولانا مفتی آفتاب عالم قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، جناب مولانا ظہیر الحسن شمسی اور جناب مولانا سراج الدین ثاقبی صاحب مبلغین امارت شرعیہ شریک رہے۔

وفد کے ارکان نے ان ایام میں حسب ہدایت امیر شریعت، دین وشریعت کے آئینے میں امارت شرعیہ کی اہمیت و ضرورت، کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد امت، ملی بیداری، دینی غیرت وحمیت اور موجودہ حالات میں امت کو درپیش مسائل کے حل کی صورت پر تفصیل سے خطاب کیا۔

قائد وفد جناب مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے اپنے متعدد خطاب میں فرمایا کہ امارت شرعیہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے، یہ ادارہ روز اول سے دینی وملی کاموں میں مسلسل لگا ہوا ہے، اس وقت یہ ادارہ مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی قیادت اور جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی نظامت میں روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے، اس لیے آپ حضرات امارت شرعیہ سے جڑیں اور ان مقاصد کی تکمیل میں اپنا بھرپور تعاون کریں۔ نیز اپنے تنازعات ومعاملات کو کورٹ میں لے جانے کے بجائے امارت شرعیہ کے دار القضاء سے حل کرائیں۔ اس سے اللہ بھی راضی ہوگا اور پیسہ بھی برباد نہیں ہوگا۔ انہوں نے ایک دوسرے موقع پر کہا کہ موجودہ حکومت مسلمانوں کے حق میں سنجیدہ نہیں ہے، وہ ایسے قوانین پارلیامنٹ سے پاس کروارہی ہے، جن کا سیدھا اثر مسلمانوں پر پڑے گا، ابھی چند دنوں پہلے نئی قومی تعلیمی پالیسی منظور کی گئی ہے، یہ بڑی خطرناک پالیسی ہے، امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب اس تعلیمی پالیسی کے تعلق سے کافی فکرمند ہیں اور اس کے تدارک پر غور فرمارہے ہیں، انہوں نے مزید کہا کہ اپنے اعمال کو مضبوط کریں، آج کا مسلمان اعمال کے تعلق سے بے اعتنائی برت رہا ہے، اس لاپرواہی سے باہر نکلیں، استغفار کو لازم پکڑیں، اس سے رزق میں کشادگی آئے گی، غم دور ہوگا، اور اللہ گناہوں کو معاف کرے گا۔ ذکر وتلاوت سے دماغ روشن ہوتا ہے، روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے، اس لیے اس کا بھی اہتمام کریں۔

جناب مولانا مفتی آفتاب عالم قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ نے اپنے خطابات میں کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی تعلیم کے سلسلہ میں آئی، گویا اللہ رب العزت نے اپنے پہلے پیغام کے ذریعہ یہ واضح کردیا کہ اگر اس دنیا میں کوئی انقلاب آسکتا ہے تو وہ تعلیم کی بنیاد پر آسکتا ہے، لہٰذا آپ اپنے بچوں کو تعلیم کے میدان میں لائیں اور یہ تعلیم صرف دنیاوی نہ ہو بلکہ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کے لیے بنیادی دینی تعلیم کا بھی نظم کریں، امارت شرعیہ نے اس جہت سے بھی بڑا کام کیا ہے، اس نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کے لیے بھی اسکول اور تکنیکی تعلیمی ادارے قائم کیے ہیں، ایک دوسرے موقع پر انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے اختلاف نے مسلمانوں کو کمزور کردیا ہے، اس لیے اختلافات سے بچیں، نظریاتی اختلاف ہونے کے باوجود ایک دوسرے پر سب وشتم نہ کریں، ہر ایک کو اس کا حق دے دیں تو اختلاف خود بخود ختم ہوجائے گا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی حق پر ہونے کے باوجود حق صرف اس لیے چھوڑ دے کہ اگر میں حق کا مطالبہ کروں گا تو لڑائی ہوجائے گی، ایسے شخص کے لیے جنت کے عین وسط میں گھر دلوانے کی ضمانت لیتا ہوں۔

جناب قاضی منصور عالم قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف نے کہا کہ شادی بیاہ میں رسم ورواج سے بچیں، جہیز وتلک کا رواج بالکل ختم کریں، آج کا مسلمان نمازی تو ہے، حاجی تو ہے، لیکن معاملات میں صاف نہیں، اپنے معاملات کو شریعت کے مطابق انجام دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اپنی اولاد کی شادی وقت پر کریں، اس سے ان کے اندر صالحیت پیدا ہوگی اور بہت سی خرابیوں سے محفوظ رہیں گے۔ نماز کی پابندی کریں، کیوں کہ نماز ہی کفر واسلام کے درمیان آڑ ہے، اپنے بچوں کا مزاج دینی بنائیں، انہیں اپنے ساتھ مسجد میں لے کر آئیں، آج بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہو پارہی ہے، اسی وجہ سے آج اچھا نوجوان تیار نہیں ہو پاتا، کسی کی زمین نہ دبائیں، عام طور پر لوگ اپنے بھائی کی زمین ہی مار لیتے ہیں، لوگوں سے اخلاق سے پیش آئیں اور اپنی دنیا کو برباد ہونے سے بچائیں، اپنی آخرت سنواریں۔ جناب مولانا ظہیر الحسن شمسی صاحب نے کہا کہ عدل وانصاف مسلمانوں کا امتیاز رہا ہے، اسی سے مسلمان جانے اور پہچانے جاتے ہیں، اس لیے اپنے گھر سے لے کر باہر تک عدل وانصاف قائم کریں، ظلم سے بچیں۔ انہوں نے امارت شرعیہ کا مکمل اور بھرپور تعارف کراتے ہوئے امارت شرعیہ سے اپنے تعلق کو استوار رکھنے کی تلقین کی۔ مولانا سراج الدین ثاقبی نے پروگراموں کے انعقاد اور اس کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیا اور انتظامی امور کو بحسن وخوبی انجام دیا۔

ان پروگراموں کو کامیاب اور بامقصد بنانے میں مقامی علماء ومخلصین امارت شرعیہ نے بڑی جانفشانی اور اخلاص کے ساتھ حصہ لیا اور وفد کے شانہ بشانہ عوام وخواص تک امارت شرعیہ کے پیغام کو پہونچایا اور سبھی پروگراموں کو کامیابی سے ہمکنار کرانے میں اپنا مخلصانہ تعاون پیش کیا، ان مخلصین میں جناب قاری ابوالکلام صاحب چوارہ، حافظ محفوظ رحمانی پہڑیا، جناب شیخو صاحب مکھیا چونڑھ درگاہ، حافظ مزمل صاحب حسین آباد، جناب سمیع اختر صاحب رمضان پور کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

ارریہ کے آتش زدگان کو امارت شرعیہ کی مالی مدد

سکٹیا اور بیرنگر بسہریا ضلع ارریہ میں آگ زنی سے متاثرین کے درمیان امارت شرعیہ کی جانب سے دس دس ہزار کا چیک تقسیم

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی سوسالہ تاریخ رہی ہے کہ چاہے سماوی آفات ہو یا زمینی بلاء اس نے ہر موقع پر ریلیف کا کام کیا ہے۔ گزشتہ دنوں سکٹیا گاؤں جوکی ہاٹ اور بیرنگر بسہریا ضلع ارریہ میں آتش زدگی کا واقعہ پیش آیا، دیکھتے ہی دیکھتے درجنوں مکانات آگ کی زد میں آکر خاکستر ہوگئے، اس کی اطلاع جیسے ہی امارت شرعیہ کو ملی، قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ مفتی محمد عتیق اللہ رحمانی کو وہاں جاکر متاثرین سے ملنے، انہیں تسلی دینے اور حالات کا جائزہ لیکر مرکزی دفتر امارت شرعیہ پٹنہ کو صورت حال سے مطلع کرنے کا حکم دیا چنانچہ قاضی شریعت دارالقضاء ارریہ متاثرہ گاؤں پہونچے اور متاثرین سے ملاقات کی اور اس کی پوری تفصیل مرکزی دفتر امارت شرعیہ پٹنہ کو بھیجی، قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے بروقت وہ تفصیلات حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کی، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے ان تمام متاثرین کی درخواستوں کو منظور فرمایا اور ہر متاثر کو بیت المال امارت شرعیہ سے دس دس ہزار روپئے دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ دفتر امارت شرعیہ سے پچیس (25) متاثرین کے نام دس دس ہزار روپئے کا چیک جاری کیا گیا اور مؤرخہ 30 دسمبر 2020ء کو ان تمام لوگوں سے امارت شرعیہ کے وفد نے ملاقات کرکے چیک ان کے حوالے کیا، گاؤں کے لوگوں نے مصیبت کی اس گھڑی میں امارت شرعیہ کی اس مالی مدد پر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم، حضرت ناظم صاحب اور تمام کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ وفد میں امارت شرعیہ کے رکن شوری و عاملہ جناب الحاج اکرام الحق صاحب، قاضی شریعت دارالقضاء ارریہ مفتی محمد عتیق اللہ رحمانی، مولانا محمد منہاج عالم ندوی امارت شرعیہ پٹنہ، اور جناب مولانا عبداللہ سالم قمر چترویدی قاسمی ڈائریکٹر الہدی ایجوکیشنل اکیڈمی، قاری محمد جسیم الدین حسامی چیئرمین شیخ زکریا ایجوکیشنل ٹرسٹ، حافظ ناصر، جناب نورالاسلام عرف راحل رکن پنچایت سمیتی شریک رہے۔

خواتین اور جوانوں میں دینی شعور کو عام کرنا وقت کی اہم ضرورت: مفتی محمد سہراب ندوی

خواتین گھروں کا نور اور جوان سماج کا قیمتی سرمایہ ہیں، ان دونوں طبقے کے اندر جس قدر اسلامی طریقۂ زندگی کا شعور اور دین وایمان کی روشنی ہوگی اسی اعتبار سے ہمارا معاشرہ اسلامی تہذیب وتمدن کا آئینہ دار اور دینی رنگ وآہنگ کا نمونہ بنے گا، موجودہ وقت میں فیشن پرستی اور مغربیت پسندی کے بڑھتے رجحان نے ہماری خواتین اور جوانوں کو خاص طور پر متاثر کیا ہے، جوانوں کے رنگ وروپ اور طرز زندگی کا رشتہ اپنے مذہبی آداب وروایات سے ٹوٹتا جارہا ہے، فیشن پرستی کی لعنت نے بے حیائی، بے پردگی اور آوارگی کو غیر معمولی ہوا دیا ہے، نئی نسل پر والدین اور سماج کی گرفت بھی ڈھیلی پڑ چکی ہے، اور معاشرہ روز بروز خرابیوں میں ڈوبتا جارہا ہے، تہذیبی ارتداد کا طوفان ہمارے دروازے پر دستک دے رہا ہے، یہ حالات نہ صرف تشویشناک؛ بلکہ بے حد خطرناک ہیں، ضرورت ہے کہ علماء، ائمہ اور سماج کے بااثر افراد اور گھروں کے ذمہ داران پوری فکرمندی کے ساتھ جوانوں اور خواتین کے اندر دینی شعور کو عام کرنے کی عملی کوشش کریں، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے پہاڑپور ویشالی اور رسول پور میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام منعقد ایک اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ اس سلسلہ میں مسلسل فکرمند ہے، اور حضرت امیر شریعت مدظلہ مختلف جہتوں سے اس اہم دینی ضرورت پر توجہ دے رہے ہیں، وفد امارت شرعیہ کا یہ دورۂ ویشالی بھی انہیں اصلاحی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے طے پایا اور آپ اس وقت اس کے پیغام کو سن رہے ہیں۔ امارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی خدمات کا مفصل تعارف کراتے ہوئے آپسی اختلافات کو سب سے مہلک مرض قرار دیا اور کہا کہ جس طرح دلوں کا جوڑنا باعث ثواب ہے، اسی طرح دلوں کا توڑنا حرام اور باعث گناہ ہے۔ مولانا عبداللہ انس قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ نے اخلاق حسنہ اور حق وراثت کے موضوع پر خطاب کیا اور کہا کہ کسی وارث سے صرف زبانی حق چھوڑنے کی بات کہلوالینا کافی نہیں؛ بلکہ اس کا حق اس کے سپرد کرنے کے بعد اگر وہ اپنی مرضی سے اپنے حصہ کی چیز حوالہ کرے تب ہی جواز کی شکل بنے گی ورنہ نہیں۔

اس سے قبل ۲۸/دسمبر کو موضع دھنکول میں منعقد ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس وقت ایک بیدار مغز اور صاحب بصیرت امیر شریعت کا سایہ اور ایک عظیم دینی مفکر کی ہمیں رہنمائی حاصل ہے، اس وقت آپ ہی کی فکرمندی کے نتیجہ میں امارت شرعیہ کے کئی دعوتی قافلے بہار وجھارکھنڈ کے مختلف اضلاع میں دورے پر ہیں تاکہ مدارس کی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے بلا تاخیر دینی مکاتب اور دینی تعلیمی سینٹر کے ذریعہ بچوں کے ایمان وقرآن کی تعلیم کا نظم کرایا جائے، مسلکی اور ذات وبرادری کی عصبیت کو فراموش کرکے کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کی دیوار مضبوط کی جائے، مشکل حالات میں مایوسی کے بجائے باعزت، باضمیر اور حوصلہ مندانہ زندگی گذارنے کی دعوت دی جائے۔ امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے خوف خدا پیدا کرنے اور دین سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ دین صرف چند عبادتوں کا نام نہیں؛ بلکہ ہر عمل میں شریعت کی پاسداری کا نام ہے، انہوں نے امارت شرعیہ کو ایک مذہبی نعمت قرار دیتے ہوئے اس کے پھیلے ہوئے کاموں کا تعارف کرایا۔ معاون قاضی شریعت مولانا عبداللہ انس قاسمی صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت پر عمل کی برکت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، اگر ہم اسلام سے سچی وابستگی رکھیں گے تو اللہ آپ کی بھی حفاظت کا انتظام کرے گا۔

وفد کے ان پروگراموں کی نظامت مولانا محی الدین رحمانی مبلغ امارت شرعیہ نے کی، مولانا قمر عالم ندوی اور مولانا صدر عالم ندوی بھی بعض جگہ وفد میں شریک رہے، مولانا شعیب عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ انتظامی امور کی انجام دہی میں پیش پیش رہے۔

سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھایئے

ڈاکٹر مشتاق احمد دربھنگہ

مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ طرح طرح کی فلاحی اسکیمیں چلائی جارہی ہیں۔ان میں چند ایسی اسکیمیں ہیں جو صرف اور صرف اقلیتی طبقے کیلئے مخصوص ہیں، لیکن سچائی یہ ہے کہ ان اسکیموں سے استفادے کے معاملے میں مسلم طبقہ دیگر اقلیتوں کے مقابلے پیچھے ہے۔اس کی کئی وجہیں ہیں، لیکن ان میں سب سے بڑی وجہ ان سرکاری اسکیموں سے عدم واقفیت ہے اور ان سے استفادے کیلئے جس سنجیدگی اور حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے بھی مسلم طبقہ قدرے نابلد ہے۔نتیجہ ہے کہ یہ اقلیتی طبقہ ان اسکیموں سے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں کر پا رہا ہے، جبکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ملک کی ایک بڑی اقلیت یعنی مسلمان روز بروز معاشرتی سطح پر پستی کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی طبقہ معاشی اور اقتصادی طور پر کمزور ہوتا ہے تو اس کی دیگر ترقیاتی رفتار بھی کم ہو جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ملک میں جب کبھی قومی اعداد وشمار پیش کیا جاتا ہے، خواہ وہ کسی شعبے کا ہو تو اس میں اقلیتی طبقے کی حیثیت نمایاں نظر نہیں آتی۔سرکاری ملازمتوں کا حال تو جگ ظاہر ہے کہ اس میں مسلمانوں کی نمائندگی آبادی کی شرح کے مقابل کس قدر مایوس کن ہے۔دیگر شعبہ حیات میں بھی مسلم طبقے کی نمائندگی قابلِ فخر نظر نہیں آتی۔اس کی ایک وجہ ناخواندگی ہے اور دوسری وجہ اقتصادی ومعاشی پستی بھی ہے۔

اب جبکہ سرکاری ملازمتوں کی تعداد دن بدن کم ہوتی جارہی ہے، ایسے دور میں مسلم طبقے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ مختلف طرح کے سرکاری اسکیموں سے استفادہ کریں اور اپنی حالت کو استحکام بخشیں۔مثلاً اقلیتی طبقے کے بیروزگار نوجوانوں کیلئے مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے آزادانہ تجارت کرنے کیلئے اقلیتی مالیاتی کمیشن کی جانب سے بطور قرض رقم مہیا کرائی جاتی ہے، لیکن سچائی یہ ہے کہ اس اسکیم سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے جبکہ دیگر بینکوں سے قرض لینا قدرے گراں ہے اور شرطیں بھی مشکل ہیں۔اقلیتی مالیاتی کمیشن کے ذریعہ مختلف طرح کی تجارت کیلئے رقم فراہم کی جاتی ہے اور قرض کی ادائیگی کی سہولت کے ساتھ ساتھ سبسیڈی بھی دی جاتی ہے، مگر المیہ یہ ہے کہ ایک طرف ان اسکیموں کے تئیں اقلیتی طبقہ بیدار نہیں ہے اور جو چند لوگ اس اسکیم کے تحت قرض لیتے ہیں وہ اپنی تجارت کو فروغ نہیں دیتے۔وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سرکاری رقم لوٹانے کیلئے نہیں لی گئی ہے۔

نتیجہ ہے کہ اقلیتی مالیاتی کمیشن کے عملوں کو قرض وصولی میں بڑی جانفشانی کرنی پڑتی ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اقلیتی طبقے کے نوجوان زیادہ سے زیادہ اس اسکیم سے استفادہ کرتے اور بطور قرض لی گی رقم سے اپنی تجارت کو فروغ دیتے اور معینہ مدت میں قرض لوٹاتے تاکہ کمیشن کے ذریعہ دوسرے افراد کو بھی قرض مہیا کرایا جاتا۔حال ہی میں ایک ضلع مائنارٹی آفیسر سے گفتگو کے دوران یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اس اسکیم کے تحت جو لوگ قرض لیتے ہیں وہ وقت پر اپنی قسط ادا نہیں کرتے اور جس مقصد کیلئے قرض لیتے ہیں، اس میں وہ خرچ بھی نہیں کرتے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قرض کی ایک خطیر رقم اپنی دیگر ضروریات میں خرچ کر دیتے ہیں اور وہ بیروزگار کے بیروزگار ہی رہ جاتے ہیں۔اگر وہ تجارت کرتے تو نہ صرف ان کی بیروزگاری دور ہوتی بلکہ وہ دیگر کئی افراد کیلئے سہارا بن سکتے تھے، کیوں کہ تجارت ہی ایک ایسا شعبہ ہے جس میں ایک شخص کئی افراد کیلئے روزگار مہیا کراسکتا ہے لیکن ایسا نہیں ہورہا ہے۔

اس لئے اقلیتی طبقے کے تعلیم یافتہ افراد کو آگے آنے کی ضرورت ہے۔انہیں چاہئے کہ مسلم معاشرے میں جو پڑھے لکھے بیروزگار نوجوان ہیں، انہیں خود کفیل بنانے کیلئے اس طرح کے سرکاری مراعات سے استفادہ کرنے کی طرف مائل کیا جائے تاکہ ان کی بیروزگاری بھی دور ہو اور بیروزگاری کی وجہ سے جو طرح طرح کے سماجی مسائل پیدا ہو رہے ہیں ان سے بھی نجات ملے۔میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ بیروزگاری کی وجہ سے اچھے خاصے نوجوان نفسیاتی الجھنوں اور بُری عادتوں کے شکار ہوگئے ہیں۔ان کا مستقبل تاریک نظر آنے لگا ہے۔ایسے نوجوان اگر خود کفیل ہوتے تو یہ نوبت نہیں آتی۔سرکاری ملازمتوں کے انتظار میں عمر کی حد ختم ہوجاتی ہے اور وہ مایوسی کے شکار ہو جاتے ہیں جب کہ تجارت میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے البتہ اقلیتی مالیاتی کمیشن سے قرض لینے کیلئے ان کے شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ سرکاری خزانے سے پیسہ دیا جاتا ہے تو اس کیلئے ضروری کاغذات بھی لئے جاتے ہیں۔اکثر نوجوان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اقلیتی کمیشن سے قرض لینے میں بڑی دشواری ہے۔طرح طرح کے کاغذات لئے جاتے ہیں، مگر سچائی یہ ہے کہ دیگر قومی بینکوں کے مقابلے مالیاتی کمیشن کے ذریعہ قرض لینا اور اس کے لوازمات پورے کرنا قدرے آسان ہے۔ جہاں تک بہار کا سوال ہے تو بہار کے تمام اضلاع میں محکمہ اقلیتی فلاح و بہبود، حکومتِ بہار کا ایک دفتر قائم ہے اور وہاں اقلیتی آفیسر بھی مامور کئے گئے ہیں۔ضلع اقلیتی آفیسر، ان کی رہنمائی بھی کرتے ہیں اور قرض دلانے میں معاون بھی ہوتے ہیں، بلاک سے لے کر ضلع تک کی جو دشواریاں ہیں اس کو وہ دور بھی کرواتے ہیں، بس شرط یہ ہے کہ ہمارے نوجوان سرکاری دفاتر کے شرائط کو صبر وتحمل کے ساتھ پورا کریں اور عجلت میں درمیان ہی میں خود کو پیچھے نہ کرلیں، کیوں کہ میری کئی ایسے نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جنہوں نے درخواست تو دی لیکن آگے کے مراحل کو طے کرنے میں کوتاہی دکھائی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مالیاتی کمیشن سے ملنے والے قرض سے محروم رہے۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم معاشرے میں ایک بیداری مہم چلائی جانی چاہئے کہ وہ اقلیتی مالیاتی کمیشن کی اس قرض اسکیم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور خود کو بیروزگاری سے نجات دلائیں۔قرض کے ذریعہ مختلف طرح کی صنعتوں کا آغاز کیا جاسکتا ہے، یہ آزادی ہے کہ وہ اپنی پسند کے ٹریڈ کو منتخب کریں اور آزادانہ طور پر کام کریں۔

اگر اس اسکیم کے ذریعہ ایک قصبے میں دو چار نوجوان اپنی صنعت کی شروعات کرتے ہیں تو نہ صرف ان کی بیروزگاری دور ہوگی بلکہ دوسروں کو بھی اس سے روزگار ملے گا۔حکومت سب کو سرکاری ملازمت کبھی بھی نہیں دے سکتی اور اب جبکہ نجکاری کا فروغ ہورہا ہے ایسے وقت میں تجارت ہی ایک ایسا شعبہ ہے جس میں ہر شخص اپنی قسمت آزمائی کر کے اپنی محنت کی بدولت اپنی مالی حالت درست کرسکتا ہے اور جب کسی خاندان کی مالی حالت درست ہوتی ہے تو پھر کنبہ کے دیگر افراد بھی خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور معاشرے کی بھی تصویر بدلتی ہے۔وقت کا تقاضا یہی ہے کہ اقلیتی مالیاتی کمیشن سے ملنے والے قرض سے معاشرہ کے زیادہ سے زیادہ نوجوان فائدہ اٹھائیں اور اپنی بیروزگاری کا رونا چھوڑ کر دوسرے بیروزگاروں کے معاون بنیں کہ اسی حکمت عملی سے نیا معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲/۲۸/۷/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی سوپول)

نام بی بی جسیرن خاتون بنت شفیل انصاری مقام دین بندھی وارڈ نمبر ۱۰ ڈاکخانہ ایس نرملی تھانہ بلوا بازار ضلع سوپول۔فریق اول

بنام

نام محمد حنیف ولد زینل انصاری مرحوم مقام وڈاکخانہ چھتی تھانہ بھپٹیاہی ضلع سوپول۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول بی بی جسیرن خاتون بنت شفیل انصاری نے آپ فریق دوم محمد حنیف ولد زینل انصاری مرحوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ دینیہ دین بندھی ضلع سوپول میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۰/رجب المرجب ۴۲ھ مطابق ۲۳/فروری ۲۰۲۱ء روز منگل کو آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۹/۱۰۹۲/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دارالقضاء سیوان)

نام سابیہ خاتون بنت محمد منصور مقام ڈی اے بی موڑ دھن ٹولہ ڈاکخانہ وضلع سیوان۔فریق اول

بنام

نام قادر حسین ولد روز محمد مقام گوپال پور ڈاکخانہ باقر گنج ضلع سیوان۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول سابیہ خاتون بنت محمد منصور نے آپ فریق دوم قادر حسین ولد روز محمد کے خلاف دارالقضاء سیوان میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/جمادی الاخریٰ ۴۲ھ مطابق ۱۰/فروری ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵/۴۴۸۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مصطفیٰ نگر سہرسہ)

نام نکہت پروین عرف اجالا بنت محمد جواہر مقام مصطفیٰ نگر وارڈ نمبر ۶ ڈاکخانہ وضلع سہرسہ۔فریق اول

بنام

نام محمد مرشد ولد محبوب عالم مقام گجری پور وارڈ نمبر ۲۲ ضلع کٹیہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نکہت پروین عرف اجالا بنت محمد جواہر نے آپ فریق دوم محمد مرشد ولد محبوب عالم کے خلاف دارالقضاء مصطفیٰ نگر سہرسہ میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۱/جمادی الاخریٰ ۴۲ھ مطابق ۲۵/جنوری ۲۰۲۱ء روز سموار کو آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

بقیہ صفحہ ۱......مدارس بند مت کرنا...... دوسری بات یہ ہے کہ مدارس کی جو جائیداد، آراضی وغیرہ ہیں، اس کو کسی نہ کسی نے اسلامی تعلیم وتدریس کے لیے وقف کیا تھا، شریعت یہ کہتی ہے کہ اوقاف کی چیزیں واقف کی منشاء کے علاوہ استعمال نہیں کی جاسکتیں، جب سرکار مدارس کو ختم کرکے اسکول بنادے گی تو یہ واضح طور پر واقف کی منشا کے خلاف ہوگا اور شریعت ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتی۔اس لیے ضرورت ہے کہ آسام میں حکومت کے اس فیصلے کے خلاف زبردست تحریک چلائی جائے، اسمبلی کے اندر حزب مخالف کانگریس اور اے آئی یو ڈی ایف اس کی مخالفت کررہی ہے، لیکن اسمبلی کے اندر وہ کامیاب ہوتا ہے، جس کی اکثریت ہوتی ہے، وہاں بی جے پی کی اکثریت ہے، اس لئے اس بل کے قانون بن جانے کے امکانات واضح ہیں، لیکن اسمبلی کے باہر کی تحریک عوامی ہوتی ہے اور عوام کے احتجاج کی ہوا جب تیز ہوتی ہے تو وہ پاگل آندھی بن جاتی ہے، جو سارے بند دروازے توڑ کر رکھ دیتی ہے، آسام میں اسی قسم کی تحریک کی ضرورت ہے، ورنہ آنے والے دنوں میں ہمارے علوم، مدارس، تہذیب وثقافت سبھی کچھ کے خطرے میں پڑ جانے کا امکان ہے، اسی لئے حکومت آسام کو ہمارا مشورہ ہے کہ مدارس بند مت کرنا۔

طب و سائنس

پپیتا کینسر اور ہارٹ کے لئے نفع بخش

فوزیہ انصاری

پپیتے کوسنہرے درخت کا پھل کہا جاتا ہے، یہ قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے، 1977ء میں لندن کے ایک اسپتال میں پپیتے کو ایک ایسا انفیکشن روکنے کے لیے استعمال کیا گیا جو گردوں کے آپریشن کے بعد لاحق ہوتا تھا، اس کے استعمال کے بعد انفیکشن اتنی تیزی سے دور ہوا جیسے کسی جادو نے کمال دکھایا ہو، لندن کے تمام اخبارات نے اس کراماتی پھل کے متعلق شہ سرخیاں لگائیں، اس کے بعد ہی یوروپی لوگوں کو پپیتے کی صحیح اہمیت کا اندازہ ہوا؛ لیکن برصغیر پاک و ہند میں یہ پھل صدیوں سے مختلف امراض کے خاتمے کے لیے معاون تسلیم کیا جاتا ہے، حکمت میں اس کے پھل، چھلکے، بیج اور پتوں سے درجنوں امراض کے خاتمے کا علاج کیا جاتا ہے، صرف برصغیر پاک و ہند نہیں دنیا کے دیگر خطوں میں بھی یہ پھل قدیم زمانے سے استعمال ہو رہا ہے۔ جنوبی افریقہ کے قدیم باشندے پپیتے کا گودا السر اور زخموں کے علاج کے لیے استعمال کرتے تھے، مشہور سیاح مارکو پولو نے اسی پھل کی مدد سے اپنے ساتھی ماہی گیروں کی جانیں بچائی تھیں، اس کا قصہ کچھ یہ ہے کہ سمندری سفر کے دوران مارکو پولو اور اس کے ساتھی ملاح ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہو گئے تھے، جس کے سبب ان کو ہڈیوں اور دانتوں کی بیماریاں لاحق ہو گئی تھیں، اس مرض کو دنیا نے بعد میں اسکروی کا نام دیا، اس مرض میں ہڈیوں میں شدید درد ہوتا ہے اور دانتوں سے خون بہنا بند نہیں ہوتا، ایسا ہی کچھ حال مارکو پولو کے ساتھیوں کا تھا، مارکو پولو نے انہیں کثرت سے پپیتا کھلایا تو وہ حیرت انگیز طور پر صحت یاب ہو گئے، بعد ازاں تحقیق سے ثابت ہوا کہ یہ بیماری جسے اسکروی (Scurve) کہا جاتا ہے، وٹامن C کی کمی کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے اور پپیتے میں وٹامن C وافر مقدار میں ہوتا ہے، جب کرسٹو کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تو وہاں کے وحشیوں کو دیکھ کر اسے تعجب ہوا؛ کیوں کہ وہ لوگ کھانے میں گوشت اور مچھلی زیادہ استعمال کرتے تھے، اس کے باوجود انہیں پیٹ کی بیماری لاحق نہیں ہوتی، اس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ لوگ پپیتے کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں، قدیم زمانے سے لوگ پپیتے کو زندگی بخشنے والا پھل کہتے ہیں، ایک تیار پپیتے میں وٹامن A اور C، فولاد، کیلشیم اور پوٹاشیم کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے، اس لیے یہ بالوں اور جلد کو نکھارنے کے لیے بے حد مفید ہے، کھانے کے علاوہ اگر اسے چہرے پر لگایا جائے تو جلد چمکنے لگتی ہے، پپیتے میں چند ایسے اجزا پائے جاتے ہیں جو گوشت، انڈے اور دودھ کی پروٹین کو زود ہضم بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں، کچے پپیتے میں ایک مادہ ایسا ہوتا ہے جسے Papain کہا جاتا ہے، اس مادے سے گوشت گلانے کے علاوہ ہاضمے کی دوائیں بنانے میں بھی کام لیا جاتا ہے، پپیتے کے بیج بھی دواؤں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ پپیتا گرم آب و ہوا میں پیدا ہوتا ہے اور وافر مقدار میں بھی ہوتا ہے، اس لیے انتہائی سستا ہے، اس پھل کا استعمال ہر کھانے کے ساتھ کیا جاسکتا ہے، صحرائی علاقوں میں یہ پھل متعدد میٹھی ڈشز کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، اس سے کئی قسم کے فروٹ، سلاد وغیرہ بنائے جاسکتے ہیں، اس پھل کی صرف ایک چھوٹی سی پھانک آپ کو متعدد بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہے، اس پھل میں قدرت نے اتنی غذائیت رکھی ہے کہ اگر انسان اس سے فائدہ اٹھانا چاہے تو ہمیشہ بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے، ماہرین کے مطابق اس پھل میں چند خصوصیات ایسی ہیں، جو انسان میں انوکھی طاقت پیدا کرسکتی ہیں، عمر میں اضافہ کرتی ہیں، اس لیے اسے زندگی کا پھل بھی کہا جاتا ہے۔ غذائی اعتبار سے پپیتا نمایاں حیثیت رکھتا ہے، پکا ہوا پپیتا پھل اور کچا پپیتا سبزی میں استعمال ہوتا ہے۔ پپیتا فائبر سے بھرپور پھل ہے، اس میں کولیسٹرول کم ہوتی ہے، اس میں موجود اینزائم کولیسٹرول کی آکسیڈائزیشن سے بھرپور تحفظ فراہم کرتے ہیں، جس سے دل کے دورے کے خدشات کم ہوتے ہیں، پپیتے میں موجود اینٹی آکسیڈنٹ انسان کی بڑھتی عمر کے اثرات کو کم کرتا ہے، پپیتے کا جوس اور پس ماندہ اجزا بڑی آنت کے انفیکشن کے علاج میں مفید ثابت ہوتا ہے، جلد کے ایسے انفیکشن اور زخم جو ٹھیک نہ ہو رہے ہوں، پپیتے کے استعمال سے یہ زخم جلدی بھر جاتے ہیں، حاملہ خواتین روزانہ اس کا استعمال کریں تو انہیں متلی اور صبح کے وقت طبیعت کے بوجھل پن کی شکایت نہیں ہوتی، پپیتے میں اینٹی انفلامیٹری اینزائم بھی پائے جاتے ہیں، جو جوڑوں کی سوزش اور سوجن سے ہونے والے درد میں آرام پہونچاتا ہے، اس میں کینسر سے تحفظ فراہم کرنے کی خصوصیات پائی جاتی ہیں، پپیتا وٹامن اے اور سی سے بھرپور ہوتا ہے جو جسم میں قوتِ مدافعت کو بڑھاتا ہے اور بخار و فلو کے مریضوں کے لیے مفید ہے، سر کی خشکی کو ختم کرتا ہے، پپیتے کے استعمال سے چہرے کے دانے ختم ہو جاتے ہیں، یہ مردہ سیل ہٹا کر چہرہ کو نکھارتا ہے، پپیتے کی افادیت کے مدنظر طبی ماہرین اسے ہفتے میں کم از کم ایک بار استعمال کا مشورہ دیتے ہیں، جلدی امراض کے لیے اسے براہ راست جلد پر بھی لگایا جاسکتا ہے۔ امریکی ماہرین نے دل کے مریضوں کے لیے پپیتا فائدہ مند قرار دیا ہے، امریکی ماہرین کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق جن لوگوں کو دل کی بیماری لاحق ہے، ان کو چاہئے کہ پپیتے کا استعمال کریں؛ کیوں کہ یہ جسم میں کولیسٹرول کی سطح کو برقرار رکھتا ہے اور دل کی شریانوں میں چربی کو جمنے نہیں دیتا، یہ خون کی روانی کو بہتر کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ہارٹ اٹیک سے بچا جاسکتا ہے، ماہرین کے مطابق روزانہ پپیتا کھا کر دل کی صحت کو برقرار رکھ کر صحت مند اور فعال زندگی گزارنا ممکن ہے۔ پپیتا کینسر کے مریض کے لیے شفا بخش ہے، کینسر کے مریضوں کو چاہئے کہ وہ پپیتے کا استعمال زیادہ سے زیادہ کریں، کیمیائی تجزئے کے مطابق 100 گرام پپیتا میں 20 یونٹ وٹامن اے اور 42 یونٹ وٹامن سی اور 45 یونٹ وٹامن بی ٹو کے علاوہ 70 گرام پروٹین اور 40 حرارے (کلوریزی) بھی ہوتے ہیں، پپیتا زبردست طبی خواص رکھتا ہے، حکما اس پھل سے قے واسہال، ہیضہ، درد معدہ، امعا کو دور کرنے کے لیے بطور دوا استعمال کرواتے ہیں، مخرج بلغم ہونے کی وجہ سے کھانسی، ضیق نفس کے لیے مفید ہے، اس کے علاوہ بواسیر، جوڑوں کے درد، فالج اور بالخصوص ڈینگو بخار کے لیے بھی اس کا استعمال بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ یہ پھل نہ صرف آسانی سے خود ہضم ہو جاتا ہے؛ بلکہ دوسری غذاؤں کو ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے، پکا ہوا پپیتا نشو ونما پاتے ہوئے بچوں کے لیے مفید ترین وٹامن ہے، بچوں کو دودھ پلانے والی اور حمل سے رہنے والی خواتین کے لیے بھی پپیتا اعلیٰ درجہ کی توانائی بخش غذا ہے، کچے پپیتے کا جوس متعدد جلدی بیماریوں کے لیے مفید ہے، اس کا بیرونی استعمال سوجن اتارنے، پیپ بننے سے روکنے، خون، پھنسیوں اور جلد کی غیر ضروری امراض میں مفید ہے، اس کا جوس دھوپ کی وجہ سے چہرے پر پڑنے والی جھائیوں اور بھورے داغوں کو دور کرتا ہے، نیز اس کے استعمال سے جلد نرم اور ملائم ہو جاتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

صدر جمہوریہ کی عوام کو نئے سال کی مبارکباد

صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے ملک کے باشندوں کو نئے سال کی مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کی ہیں انہوں نے اپنے پیغام میں کہا: ’’نئے برس کے موقع پر ملک اور بیرون ملک میں بسے تمام ہندوستانیوں کو میں دلی مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کرتا ہوں، ہر نیا سال، ایک نئی شروعات کرنے کا موقع ہوتا ہے، ذاتی اور اجتماعی ترقی کے ہمارے عزم کو مستحکم کرتا ہے۔‘‘ انہوں نے کہا: ’’کووڈ-19 سے پیدا شدہ یہ وقت، ہم سبھی کے لیے متحد ہو کر آگے بڑھنے کا وقت ہے، یہ ان ثقافتی اقدار کو نئی زندگی بخشنے کا بھی وقت ہے جو کثرت میں وحدت کے ہمارے نظریہ زندگی کو مضبوط کرتے ہیں۔‘‘

صدر جمہوریہ نے کہا: ’’نئے سال 2021 کی ماقبل شام پر آیئے، ہم سب مل کر پیار، رحم اور برداشت کے جذبے سے ایک ایسا ہمہ جہت سماج بنانے کی سمت میں کام کریں جہاں امن اور بھائی چارے کو فروغ ملے، میری دعا ہے کہ آپ سبھی صحتیاب اور محفوظ رہیں اور نئی انرجی کے ساتھ ملک کی ترقی کے اپنے مشترکہ ہدف کو حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔‘‘ (یو این آئی)

یوگی حکومت میں جرائم پیشوں کے حوصلے بلند، کانگریس لیڈر کا قتل

اتر پردیش میں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب قتل اور اغوا کا واقعہ جرائم پیشے انجام نہیں دیتے۔ شر پسند عناصر کے حوصلے اس قدر بلند ہیں کہ انھیں پولس و انتظامیہ کا بھی خوف نہیں ہے، میڈیا ذرائع سے موصول ہو رہی اطلاعات کے مطابق چترکوٹ کے پرسدھ پور گاؤں میں ایک مقامی کانگریس لیڈر اور ان کے بھتیجے کا گولی مار کر قتل کر دیا گیا، پولس سپرنٹنڈنٹ انکت متل کا کہنا ہے کہ کانگریس کے سابق ضلع نائب صدر ۵۵/ سالہ اشوک پٹیل کی اپنے پڑوسی کملیش کمار کے ساتھ پرانی رنجش تھی، منگل کی دیر رات ملزم کانگریس لیڈر کے گھر پہنچا اور اپنی رائفل سے گولیاں چلا دیں۔ گولیوں کی آواز سن کر بھاگ رہے پٹیل کے بھتیجے اٹھائیس سالہ شبھم کو بھی گولی ماری گئی، دونوں کی جائے وقوع پر ہی موت ہو گئی، قتل کے بعد ملزمین نے مقتول کے گھر کو بھی آگ لگانے کی کوشش کی۔ (بحوالہ قومی آواز)

محمد عادل فریدی

سی بی ایس ای کے دسویں اور بارہویں کے امتحانات کی تاریخ کا اعلان

مرکزی وزیر تعلیم رمیش پوکھریال نشنک نے اعلان کیا کہ سینٹرل بورڈ آف سکینڈری ایجوکیشن (سی بی ایس ای) کے دسویں اور بارہویں درجہ کے بورڈ امتحانات ۴/ مئی ۲۰۲۱ء سے شروع ہو جائیں گے، امتحانات ۱۰/ جون تک پورے ہو جائیں گے۔ میڈیا ذرائع سے موصول ہو رہی خبروں کے مطابق ۱۵/ جولائی تک ریزلٹ کا بھی اعلان کر دیا جائے گا۔ پریکٹیکل امتحانات یکم مارچ سے شروع ہو جائیں گے۔ انہوں نے طلبہ سے دل لگا کر تیاری کرنے اور بغیر کسی پس و پیش کے امتحان دینے کی اپیل کی ہے۔ (بحوالہ قومی آواز)

نوشہرہ کے شیر بریگیڈیر محمد عثمان کی قبر کی بے حرمتی، فوج نے کرائی مرمت

دہلی کے جامعہ علاقہ میں واقع شہید بریگیڈیئر محمد عثمان کی قبر میں گزشتہ دنوں شر پسندوں کی طرف سے توڑ پھوڑ کی گئی، جس کی فوج کی طرف سے مرمت کرائی گئی ہے، ’’نوشہرہ کا شیر‘‘ کے نام سے مشہور بریگیڈیئر عثمان کی قبر پر لگا سفید سنگ مرمر کا نصف حصہ توڑ دیا گیا تھا اور صرف ان کا نام ہی نظر آ رہا تھا، قبر کی ہونے والی توڑ پھوڑ کے بعد فوج کے ترجمان نے کہا کہ بریگیڈیئر عثمان صرف فوج کے ہی نہیں بلکہ قوم کے ہیرو تھے، بریگیڈیئر محمد عثمان نے ۱۹۴۷-۱۹۴۸ء میں پاکستانی فوج کو ہرا کر نوشہرہ کو ہندوستان میں شامل کیا تھا۔ حکومت ہند نے اس وقت انہیں مہاویر چکر کے اعزاز سے سرفراز کیا تھا، تقسیم ہند کے وقت بانی پاکستان محمد علی جناح نے بریگیڈیئر عثمان کو پاکستانی فوج میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ جولائی ۱۹۱۲ء کو اتر پردیش کے اعظم گڑھ ضلع میں پیدا ہونے والے محمد عثمان ۱۹۳۲ء میں انگلینڈ میں ۱۵/ سینڈ ہرسٹ رائل ملٹری اکادمی میں داخلہ لینے والے ہندوستانی بیچ کے آخری دس نوجوانوں میں سے ایک تھے۔ ان کی قبر کے پاس نصب کیے گئے پتھر پر تحریر کیا گیا ہے: ’’ہندوستان کے ایک بہادر سپوت بریگیڈیئر محمد عثمان کے جسد خاکی کو یہاں سپرد خاک کیا گیا ہے، وقت اور نسلیں گزریں گی لیکن ان کا مقبرہ مادر وطن کے سچے اور بہادر بیٹے کی جرأت کے ایک وصیت نامہ کے طور پر موجود رہے گا۔ یہ مقبرہ آج اور آنے والی نسلوں کو ترغیب دیتا رہے گا۔‘‘ (بحوالہ قومی آواز)

Volume:61/71,Issue:01 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

کسی کو سال نو کی کیا مبارک باد دی جائے
کلینڈر کے بدلنے سے مقدر کب بدلتا ہے
(اعتبار ساجد)

مادیت کا فتنہ اور اس کا علاج

علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آج کل دنیا طرح طرح کے فتنوں کی آماج گاہ بنی ہوئی ہے، ان سب فتنوں میں ایک بنیادی اور بڑا فتنہ ''پیٹ'' کا ہے، شکم پروری وتن آسانی زندگی کا اہم ترین مقصد بن کر رہ گیا ہے، ہر شخص کا شوق یہ ہے کہ لقمہ تر اس کی لذت کام ودہن کا ذریعہ بنے اور یہ فتنہ اتنا عالم گیر ہے کہ بہت کم افراد اس سے بچ سکے ہیں، تاجر ہو یا ملازم، اسکول کا ٹیچر ہو، یا کالج کا پروفیسر، دینی درس گاہ کا مدرّس ہو یا مسجد کا امام، اس آفت میں سب ہی مبتلا نظر آتے ہیں، ہاں! فرقِ مراتب ضرور ہے، زہد وقناعت، ورع وتقویٰ اور اِخلاص واِیثار، جیسے اخلاق وفضائل اور ملکات کا نام ونشان نہیں ملتا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پورا عالم ساز وسامان کی فراوانی کے باوجود طمع ولالچ اور زر طلبی وشکم پروری کی بھٹی میں جل رہا ہے اور کرب واضطراب، بے چینی وبے اطمینانی اور حیرت وپریشانی کا دھواں چہار سمت پھیلا ہوا ہے۔

دراصل اس فتنۂ جہاں سوز کا بنیادی سبب یہی ہے، جس کی نشان دہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، آخرت کا یقین بے حد کمزور اور آخرت کی نعمتوں اور راحتوں کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے، مادی نعمتیں اور ان کا تصور اس قدر غالب ہے کہ روحانی قدریں مضمحل ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج انسانوں کی عزت وذلت اور بلندی وپستی کی پیمائش ''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ'' کے پیمانے سے نہیں ہوتی، بلکہ ''پیٹ اور جیب'' کے پیمانے سے ہوتی ہے، مادیت کے اس سیلاب میں پہلے ایمان ویقین رُخصت ہوا، پھر انسانی اخلاق ملیامیٹ ہوئے، پھر اسوہ نبوت سے وابستگی کمزور ہو کر ''اعمالِ صالحہ'' کی فضا ختم ہوئی، پھر معاشرت ومعاملات کی گاڑی لائن سے اتری، پھر سیاست وتمدن تباہ ہوا اور اب مادیت کا یہ طوفان انسانیت کو بہیمیت کے گڑھے میں دھکیل رہا ہے، انفرادی بے اصولی اور آوارگی وبے راہ روی اور بے رحمی وشقاوت کا وہ دور دورہ ہے کہ الامان والحفیظ۔

الغرض اس ''پیٹ'' کے فتنے نے ساری دنیا کی کایا پلٹ ڈالی ہے، دنیا بھر کے عُقلاء ''پیٹ'' کی فتنہ سامانی کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں وہ اس فتنہ کے ہول ناک نتائج کا تدارک بھی کرنا چاہتے ہیں، مگر صد حیف کہ علاج کے لیے ٹھیک وہی چیز تجویز کی جاتی ہے جو خود سبب مرض ہے، درحقیقت انبیا علیہم السلام ہی انسانیت کے نباض ہیں اور انھیں کا تجویز کردہ علاج اس مریض کے لیے کارگر ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہول ناک مرض کی صحیح تشخیص بہت پہلے فرما دی تھی، چناں چہ ارشاد فرمایا:

''بخدا! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ قطعاً نہیں، بلکہ اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا پھیلائی جائے، جیسا کہ تم سے پہلوں پر پھیلائی گئی، پھر تم پہلوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو، پھر اس نے جیسے ان کو برباد کیا، تمہیں بھی برباد کر ڈالے۔'' (بخاری ومسلم)

لیجیے! یہ تھا وہ نقطۂ آغاز، جس سے اِنسانیت کا بگاڑ شروع ہوا، یعنی دنیا کو نفیس اور قیمتی چیز سمجھنا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس پر جھپٹنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشخیص پر ہی اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ اس کے لیے ایک جامع نسخۂ شفا بھی تجویز فرمایا، جس کا ایک جز اعتقادی ہے اور دوسرا عملی۔

اعتقادی جز یہ ہے کہ اس حقیقت کو ہر موقع پر مستحضر رکھا جائے کہ اس دنیا میں ہم چند لمحوں کے مہمان ہیں، یہاں کی ہر راحت وآسائش بھی فانی ہے اور ہر تکلیف ومشقت بھی ختم ہونے والی ہے، یہاں کے لذائذ وشہوات، آخرت کی بیش بہا نعمتوں اور ابدالآباد کی لازوال راحتوں کے مقابلہ میں کالعدم اور ہیچ ہیں۔ قرآن کریم اس اعتقاد کے لیے سراپا دعوت ہے اور سیکڑوں جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ سورۃ اعلیٰ میں نہایت بلیغ مختصر اور جامع الفاظ میں اس پر متنبہ فرمایا: ''بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ'' (کان کھول کر سن لو! کہ تم آخرت کو اہمیت نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو (اس پر) ترجیح دیتے ہو؛ حالاں کہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور لازوال ہے۔'' (سورہ اعلیٰ: ۱۶، ۱۷)

اور عملی حصہ اس نسخہ کا یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مشغول ہوا جائے اور بطورِ پرہیز کے حرام اور مشتبہ چیزوں کو زہر سمجھ کر ان سے کُلّی پرہیز کیا جائے اور یہاں کے لذائذ وشہوات میں انہماک سے کنارہ کشی اختیار کی جائے، دنیا کا مال واسباب، زن وفرزند، خویش واقربا اور قبیلہ وبرادری کے سارے قصے زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت سمجھ کر صرف بقدرِ ضرورت ہی اختیار کیے جائیں، ان میں سے کسی چیز کو بھی دنیا میں عیش وعشرت اور لذت وتنعم کی زندگی گزارنے کے لیے اختیار نہ کیا جائے اور نہ یہاں کی عیش کوشی کو زندگی کا مقصد اور موضوع بنایا جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''ایاک والتنعم فان عباد الله لیسوا بالمتنعمین'' (مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء ج: ۲، ص: ۴۴۹، ط: قدیمی) ''عیش وعشرت سے پرہیز کرو؛ کیوں کہ اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔''

تعجب ہے کہ اگر کسی ڈاکٹر کی رائے ہو کہ دودھ، گھی، گوشت، چاول وغیرہ کا استعمال مضر ہے تو اس کے مشورے اور اشارے سے تمام نعمتیں ترک کی جاسکتی ہیں؛ لیکن خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات اور وحی آسمانی کے صاف احکام پر ادنیٰ سے ادنیٰ لذت کا ترک کرنا گوارا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب کرام کی زندگی اور معیارِ زندگی کو اوّل سے آخر تک دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی نعمتوں سے دل بستگی سراسر جنون ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مروی ہے کہ کچھ لوگوں پر ان کا گزر ہوا، جن کے سامنے بھُنا ہوا گوشت رکھا تھا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی، آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا: ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔'' (صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یاکلون، ج: ۲، ص: ۸۱۵، ط: قدیمی)

مہینوں گزر جاتے؛ مگر کاشانہ نبوت میں نہ رات کو چراغ جلتا، نہ دن کو چولہا گرم ہوتا، پانی اور کھجور پر گزر بسر ہوتی، وہ بھی کبھی میسر آتیں، کبھی نہیں، تین تین دن کا فاقہ ہوتا، کمر سیدھی رکھنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھے جاتے اور اسی حالت میں جہاد وقتال کے معرکے ہوتے۔ الغرض زہد وقناعت، فقر وفاقہ، بلند ہمتی وجفاکشی اور دنیا کی آرائشوں سے بے رغبتی اور نفرت وبے زاری سیرتِ طیبہ کا طغرائے امتیاز تھی، اپنی حالت کا اس ''پاک زندگی'' سے مقابلہ کرنے کے بعد ہم میں سے ہر شخص کو محاسبہ کرنا چاہیے۔ ہمارے یہاں سارا مسئلہ روٹی اور پیٹ کا ہے اور وہاں یہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ زندگی بالقصد اختیار کی گئی تھی؛ تاکہ آئندہ نسلوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو جائے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو آپ کو من جانب اللہ کیا کچھ نہ دیا جاسکتا تھا؟ مگر دنیا کا یہ ساز وسامان، جس کے لیے ہم مرکھپ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر حقیر وذلیل ہے کہ وہ اپنے محبوب ومقرب بندوں کو اس سے آلودہ نہیں کرنا چاہتے، بعض انبیا علیہم السلام کو عظیم الشان سلطنت بھی دی گئی؛ مگر ان کے زہد وقناعت اور دنیا سے بے رغبتی اور بے زاری میں فرق نہیں آیا، ان کے پاس جو کچھ تھا، دوسروں کے لیے تھا، اپنے نفس کے لیے کچھ نہ تھا۔

الغرض یہ ہے ''فتنہ پیٹ'' کا صحیح علاج، جو انبیا علیہم السلام اور بالخصوص سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور اگر انسان ''پیٹ کی شہوت'' کے فتنہ سے بچ نکلے تو ان شاء اللہ دوسری شہوات کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا کہ یہ خرمستی پیٹ بھرے آدمی کو ہی سوجھتی ہے، بھوکا آدمی اس کی آرزو کب کرے گا؟ ان ہی دو شہوتوں سے بچنے کا نام اِسلام کی اِصطلاح میں ''تقویٰ'' ہے، جس پر بڑی بڑی بشارتیں دی گئی ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ضعیف مریض کو بقائے حیات کے لیے ہلکی پھلکی، معمولی غذا کا مشورہ دیا جاتا ہے اور زبان کے چسکے سے بچنے کی سخت تاکید کی جاتی ہے؛ تاکہ مطلوبہ ''اعلیٰ صحت'' نصیب ہو، بس یہی حیثیت اِسلام کی نظر میں دنیا کی ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)